ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ."

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں اللہ نے ایمان والوں کی خصوصیت کا ذکر فرمایا وہ یہ ہے کہ ایمان والے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ خوشی، غمی، دکھ، سکھ مصیبت اور راحت، صحت اور بیماری، تنگی اور خوشحالی الغرض ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ کسی حالت میں بھی خدا کی ناشکری نہیں کرتے خواہ ان کو دنیاوی مصائب نے گھیر بھی کیوں نہ رکھا ہو۔ پہلے تو کھڑے ہو بارگاہ ایزدی میں حمد بیان کرتے ہیں پھر کھڑے کھڑے جب ہمت جواب دینے لگتی ہے تو بیٹھ کر اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں اور بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہے تو لیٹ جاتے ہیں اسی حالت میں بھی ان کی زبان اور دل اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ یہ صفات مومنین کی ہیں اور دوسرا گروہ بھی اس دنیا میں موجود ہے جن کی نشانی اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کریم میں ذکر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جب فاسقوں اور بے وقوفوں پر کوئی افتاد ٹوٹے یا کوئی پریشانی آئے تو ان کی حالت یہ ہوتی ہے:

"وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖ اَوْ قَاعِداً اَوْ قَائِماً"

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے لیٹ کر، بیٹھ کر یا کھڑا ہو کر۔ یعنی مصیت میں گرفتار ہو تو ہمیں یاد کرتا ہے اور جب مصیبت کو اللہ دور کر دیں تو اس کی حالت ایسی ہوتی ہے گویا کبھی اس نے اللہ کو پکارا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَا اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ."

جب ہم تکلیف کو اس سے دور کرتے ہیں تو وہ ایسے بن جاتا ہے گویا اس نے کبھی ہمیں تکلیف پہنچنے پر پکارا ہی نہیں تھا۔ اللہ ہم سب کو ہر حالت میں اپنے ذکر کی توفیق مرحمت فرمائے اور ناشکری سے بچائے

آمین یارب العالمین

"عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهٗ وَلَايُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ."

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ ہی اس کو ظالموں کے حوالے کرے اور جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی/ بہن کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے/ لگی رہتی ہے۔ اللہ اس کی ضرورت پوری کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی اپنے کسی مسلمان بھائی/ بہن کی تکلیف دور کرے گا/ کرے گی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی/ بہن کی پردہ پوشی کرے گا/ کرے گی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

تشریح: آپ ﷺ کے مبارک ارشادات کو مسلمان اگر اپنی زندگیوں میں لے آئیں اور محتاجوں، بیماروں اور مصیبت زدوں کی خدمت کو اپنے پر ضروری سمجھیں تو موجودہ بے سکونی ختم ہو، باہمی منافرت کی آگ بجھ جائے، یتیموں، مظلموں اور بے کسوں کی دادرسی ہوسکے اور معاشرے میں امن ہی امن پھیل جائے، اسلام کی یہ بہت بڑی خوبی ہے مالداروں کو حکم دیا کہ نادار لوگوں کی معاونت کرو صحت مند لوگوں کو حکم ہے کہ بیماروں کی بیمار پرسی اور عیادت کرو اور انہیں جا کر تسلی کے کلمات کہو اگر کسی مسلمان بھائی یا بہن سے کوئی گناہ کا کام ہو گیا تو اس کا ذکر کسی کے سامنے مت کرو بلکہ اس کے گناہ کو چھپاؤ اس کا اللہ تمہیں یہ بدلہ دے گا کہ قیامت کے دن تمہیں ساری انسانیت کے سامنے رسوا نہیں کرے گا بلکہ جیسے تم نے کسی کے گناہ کی پردہ پوشی کی اللہ تمہاری پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق بخشے۔

آمین یارب العالمین

آج سے تقریباً 500 سال پہلے فرڈینیڈ بادشاہ نے محکوم و مجبور لوگوں کو کہا: ''تمام لوگ بحری بیڑے پر سوار ہو جائیں ان کے لیے ہم نے الگ سے ایک ملک بسانے کا انتظام کر لیا ہے۔'' چشم زدن میں بحری بیڑا لوگوں سے اَٹ گیا۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے، معمر اور ضعیف، لاٹھیاں اور بیساکھیاں گھسیٹے لاغر و نحیف عمر رسیدہ لوگ بحری بیڑے میں اس شوق سے جا سوار ہوئے کہ ہمیں اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے الگ مملکت دی جا رہی ہے ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے خواتین بچوں کو دودھ پلا رہی تھیں اور اپنی آنکھوں میں الگ ریاست کے حسین خواب بھی دیکھ رہی تھیں۔ نوجوان طبقہ اپنا کاروبار کھیتی باڑی اور کام کاج کو خیر باد کہہ کر انجانی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

لیکن! ان میں سے کسی کو کیا معلوم تھا کہ ہم سب چند لمحوں بعد موت کا لقمہ بننے والے ہیں۔ بادشاہ فرڈینیڈ دین کے لحاظ سے عیسائی تھا جو نہ صرف مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا بلکہ ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے عزم مصمم کر چکا تھا اس نے ایک خفیہ اسکیم بنائی کہ ان مسلمانوں کو الگ اسلام مملکت کے سبز باغ دکھا کر سمندر کی بے رحم موجوں کے حوالے کر دیا جائے چند ہرکارے (سپاہی) اس بیڑے میں بٹھائے اور خفیہ طور ان کو ہدایات جاری کیں کہ جب بیڑا اتنی مسافت طے کر لے تو تم اس کے بیچ بارود سے سوراخ کر دینا تمہارے لیے حفاظتی کشتیاں پہلے سے موجود ہوں گی ان پر سوار ہو کر نکل آنا۔

چنانچہ ایسے ہی کیا گیا مسلمانوں کو الگ اسلامی ریاست کا سہانا خواب دکھایا اور ان کو اس بیڑے پر سوار کر دیا گیا جس کی منزل انجانی تھی اور وہ چند لمحوں میں سمندر برد ہونے والا تھا سفر شروع ہوا لوگ مسرت کے شادمانے بجا رہے تھے اور ابھی سے وہ آبادی کی منصوبہ بندیاں کر رہے

تھے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایک کھیل کھیلا گیا شاہی ہرکارے حرکت میں آئے اور بڑی چابک دستی سے بیڑے میں سوراخ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزار ہا محمد عربی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے پانی کی تہہ میں جا کر ہمیشہ کی نیند سو گئے۔

جس دن یہ کام کیا گیا وہ یکم اپریل کا دن تھا پھر فرڈینیڈ کے ماتحت وزیروں مشیروں نے ایک جشن منایا کہ ہم نے مسلمانوں سے جھوٹ بول کر ان کو بے وقوف بنایا اور پھر ہر سال باقاعدگی سے اسے بطور جشن کے منایا جاتا رہا اسی کا نام اپریل فول رکھا گیا اس بات پر عیسائیوں نے خوشی کے گیت گائے گئے کہ ہم نے مسلمانوں کو بے وقوف بنایا۔

اس دل دوز واقعے کو پیش آئے تقریباً پانچ صدیاں بیتنے کو ہیں اہل مغرب اس دن میں جشن مناتے آ رہے ہیں جس کا فلسفہ جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ افسوس کہ آج اسی رسم بد کو اہلیان پاکستان بھی بڑے جوش و خروش سے منانے کے خواہش مند ہیں اور اب یہ بات اہل اسلام میں بھی گھر کرنے لگی ہے کہ اسے اپریل فول کا تہوار قرار دے کر اس میں دھوکہ، فریب اور فراڈ کیا جائے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے جھوٹ بول کر اسے مذاق کا نام دے دیا جائے۔

حالانکہ اسلام کی تعلیمات ایسی رسومات کی قطعاً اجازت نہیں دیتی کہ جس میں کسی دوسرے کی دل آزاری ہو اور اس کو بری خبر سنا کر پریشانی میں مبتلا کر دیا جائے اور آپ نے بھی اس کا ضرور مشاہدہ کیا ہوگا کہ کتنے لوگ اس طرح اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں کوئی کمزور دل ہوتا ہے کوئی کسی ایسی مرض کا شکار ہوتا ہے کہ اگر اس کو کوئی قیامت خیز خبر سنا دی جائے مثلاً تیرا بیٹا ایکسیڈنٹ میں مر گیا ہے تو یہی خبر اس کے لیے موت کا باعث بن جاتی ہے اس لیے نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان زانی ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔''

افسوس صد افسوس اس امت پر جس نے سچ اور سچائی کے پیغام یعنی اسلام کو عام کرنا تھا وہ خود کو جھوٹ جیسی لعنت میں مبتلا کر رہی ہے۔ میری بہنو! یاد رکھیں ہر وہ رسم اور تہوار جس سے دین محمدی ﷺ کا استہزاء لازم آئے اس کو فوراً ترک کر دینا چاہیے اور اپنی زندگیوں سے ہر ایسی چیز کو باہر نکال پھینکیں جو اسلام کے شجر کو اکاش بیل کی طرح نقصان دے رہی ہو۔

وہ جمعہ کا دن تھا۔ باجی جان عالیہ نے چھوٹی باجی روبی، رانی اور عظمٰی کو سختی سے ہدایت کر رکھی تھی کہ جمعہ کے دن ساری لڑکیوں کا امتحان لیا کرو جس میں قرآن پاک کے علاوہ کلمے، دعائیں اور نماز سنی جاتی تھی اور ساتھ یہ بھی پوچھا جاتا تھا کہ گزشتہ چھے دنوں میں کس نے کتنی نمازیں پڑھیں اور کتنی چھوڑیں؟

لہذا باجی جان کی ہدایت کے پیش نظر باجیوں نے امتحان لینا شروع کر دیا خیر اللہ کے فضل سے پڑھنے میں تو میں بچپن ہی سے اپنی ہم مکتب لڑکیوں سے آگے ہوتی تھی پر عمل کی ذرا کچی تھی۔

سب لڑکیاں ہاتھ کھڑے کرو جو آج فجر کی نماز پڑھ کر آئی ہیں۔ تقریباً آدھی سے زیادہ لڑکیوں نے ہاتھ کھڑے کر دیے اور بڑے دھڑلے سے سب نے دعوی کیا کہ وہ نماز پڑھ کر آئی ہیں ان کو دیکھا دیکھی میں نے بھی ہاتھ کھڑا کر دیا۔

لیکن میرے ہاتھ کی لرزش سے ہی شاید باجی جان عظمی نے بھانپ لیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ اساتذہ کی زیادہ توجہ کا مرکز یا تو انتہائی لائق بچے ہوتے ہیں یا پھر انتہائی نالائق اور اوسط درجے کے بڑی موج میں رہتے ہیں اور یہاں میری لائقی ہی میرے احتساب کا سبب بن گئی۔ کھڑی ہو جاؤ اور سچ سچ بتاؤ کہ نماز پڑھ کر آئی ہو۔ باجی عظمٰی نے اپنا ڈنڈا ہوا میں لہراتے ہوئے کہا۔

میری شامت اعمال کہ میں نے دونوں پاؤں جوڑ کر جھوٹ بول دیا کہ باجی جان !جی۔ پر باجی جان اپنی فیلڈ میں تجربہ کار تھیں جب میں اپنے بیان پہ ڈٹی رہی تو باجی جان نے عابدہ نامی ایک لڑکی جو کہ میری ہمسائی تھی اسے میرے گھر بھیج دیا جاؤ اس کی امی سے پوچھ کر آؤ کہ

افشاں نماز پڑھ کر گئی ہے یا نہیں؟

اور ہاں جناب! ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے، جھوٹ بولنے والوں کی سزا بڑی باجی بتا دیں گی۔ اُف بڑی باجی جان اتنی بارعب تھی کہ ان کے سامنے بولنا تو درکنار ان کے دیکھتے ہی ٹانگیں کانپنے لگ جاتی تھیں صرف ایک بار ان کے دست مبارک سے ایک تھپڑ کا شرف حاصل ہوا تھا اب تک یہ حال ہے کہ جب یاد آئے تو خواہ مخواہ پسینہ آ جاتا ہے اور کان سے دھواں سا نکلتا محسوس ہوتا ہے۔ توبہ!! یہ سننا تھا کہ میری تو جان پر بن گئی اتنے میں باجیوں کو بڑی باجی نے امتحان کی رپورٹ کے لیے نیچے طلب کر لیا اور ہمارا پڑھنے والا کمرہ اوپر تھا سو میں نے اپنے مکتب سے ملحق گھر کی سیڑھیوں سے دوڑ لگا دی اور راستے میں ہی عابدہ کو جا لیا اور اس سے پوچھا کہ امی جان نے کیا فرمایا ہے؟

عابدہ نے بڑی گیم کھیلی اس نے مجھے بتایا کہ آپ کی امی جان نے بتایا ہے کہ افشاں نماز نہیں پڑھ کر گئی میں نے عابدہ کی بہت منت سماجت کی کہ وہ باجی کو بتائے کہ اس نے نماز پڑھی ہے۔ پَر عابدہ پر تو سچ بولنے کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ ''میں تو وہی بتاؤں گی جو مجھے کہا گیا۔''

یہ سنتے ہی میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے میں سرپٹ دوبارہ مکتب بھاگی اور باجیوں کے آنے سے پہلے ہی اپنی جگہ پر آ کھڑی ہوگئی اب میں دل میں سوچ رہی تھی کہ اگر عابدہ نے سب کے سامنے آ کر سچ کہہ دیا تو بڑی مشکل ہوگی اور بڑی باجی جان کے عذاب کا نشانہ بھی بننا پڑے گا۔ سو میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ عابدہ سے پوچھنے سے پہلے ہی میں باجی کو بتا دوں گی کہ ''میں نے جھوٹ بولا تھا اور میں ایسا کبھی نہیں کروں گی۔ بس! اس دفعہ معاف کر دیں میں یہ سوچ کر دل میں اطمینان کی لہر سی دوڑ گئی۔ چنانچہ باجی جان کے آتے ہی میں نے اقرار جرم کیا اور ساتھ آئندہ سے عزم کر لیا کہ جو ہو سو ہو، جھوٹ نہ بولوں گی۔

یہ سنتے ہی عابدہ اپنی سی شکل لے کر باجی جان کے پاس آئی اور بتانے لگی کہ

’’باجی! افشاں کی امی نے بتایا کہ افشاں نماز پڑھ کر گئی ہے۔‘‘ یہ سننا تھا کہ میرا دل چاہا عابدہ کا گلہ دبا دوں یا پھر خود کہیں غرق ہو جاؤں اس نے جو مجھے بتایا تھا وہ جھوٹ تھا اور جو، اَب بتا رہی تھی حقیقت میں امی نے وہی کہا تھا۔

باجی جان نے کہا کہ بتاؤ افشاں آپ جھوٹی ہیں؟ یا آپ کی امی؟ آپ نے کہہ دیا کہ آپ نے نماز نہیں پڑی اور آپ کی امی کا کہنا ہے کہ آپ نے نماز پڑھی ہے۔ اب میرے لیے یہ بات نا قابل برداشت تھی کہ کوئی میری امی کو یوں کہے سو میں نے کہا کہ ’’اصل میں جب وضو کر رہی تھی امی نے مجھے کہا تھا نماز پڑھ لو تو میں نے اچھا جی کہا تھا تو امی نے قیاس کر لیا ہو گا کہ میں نے نماز پڑھی ہے اس لیے انہوں نے ایسے کہا ہے۔‘‘ بڑی مشکل سے میں نے باجی کو قائل کیا۔

پر گھر آ کر میں نے امی سے پوچھا کہ انہوں نے کیوں جھوٹ بولا اور وہ بھی نماز کے بارے میں؟ حالانکہ آپ تو ہمیں جھوٹ بولنے سے منع کرتی ہیں تو امی جان نے جواب دیا کہ مجھے یہ گوارا نہیں تھا کہ سب لڑکیوں کے سامنے تمہیں ذلت اٹھانی پڑے اس کے ساتھ ہی امی جان نے کہا کہ دیکھو! آج صرف چند لڑکیوں کے سامنے ذلت و رسوائی سے بچانے کے لیے میں نے جھوٹ بول دیا پر اس وقت کو سوچو جب اللہ سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیں گے اور اس وقت کوئی جھوٹ اور سفارش سے کام نہیں بنے گا

’’وَاتَّقُوْا یَوماًلَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ‘‘

اور ساری مخلوق کے سامنے کتنی رسوائی ہوگی وہاں تمہیں عذاب سے کون بچائے گا؟ نہ ہی اپنا جھوٹ اور نہ ہی ماں کا جھوٹ۔ امی جان نصیحت کر رہی تھیں اور میں یہ سوچ رہی تھی ایک ماں چند لوگوں کے سامنے میری رسوائی گوارہ نہیں کرتی تو بھلا وہ ذات جس کی محبت ماں سے زیادہ ہے تو وہ ہمیں کیونکر رسوا کرے گی؟ بشرطیکہ ہم بھی اپنے آپ کو اس مقام پر لے جائیں۔

نام: عائشہ لقب: صدیقہ، حمیرا نسب: صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی ماں کا نام زینبؓ تھا۔

نکاح: آپ کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بچپن میں ہی کر دیا گیا تھا کمسنی کے دن تھے آپؓ سہیلیوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول جھولا جھول رہی تھیں کہ آپ کی والدہ نے آواز دی: ’’یا عائشہ!‘‘ آپؓ گھر میں داخل ہوئیں دیکھا کہ انصار کی عورتوں سے گھر بھرا ہوا ہے اور وہ سب آپؓ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ کی والدہ نے آپ کا منہ دھویا، بال وغیرہ درست کیے اس وقت آپ کی عمر تقریباً نو (9) سال تھی۔ یہ اعزاز ازواج مطہرات میں سے صرف سیدہ عائشہؓ کو حاصل ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کنواری بیوی ہیں۔

حالاتِ زندگی: آپؓ پہلے بھی برج صداقت میں جلوہ فگن تھیں، لیکن نور علی نور کہ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا خاوند آپ کو مل گیا۔ نبوت کے علم و حلم، فضل و کمال اور اندرون خانہ زندگی کے وہ گوشے بیان فرمائے کہ آج تک اس عظیم عورت کا کوئی ہم پلہ نہ بن سکا۔ عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن، فرائض، حلت و حرمت، فقہ، شاعری، طب، تاریخ عرب اور علم انساب کا حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا۔ آپؓ درجہ اجتہاد پر فائز تھیں اور سیدنا صدیق اکبر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ ہائے خلافت میں فتویٰ دیا کرتی تھیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ ’’ہم کو کبھی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا ہو اور حضرت عائشہؓ کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ہوں۔‘‘

آپؓ فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک قادر الکلام خطیبہ بھی تھیں ادب سے آپ کو بہت لگاؤ تھا آپ کی زندگی میں قناعت پسندی، خودداری اور دلیری کا جوہر نمایاں تھا۔

جود و سخا کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے آپؓ کی خدمت میں ایک

لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہی سارے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے۔ عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ''میں نے ان سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔''

ہر انسان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے جو اس کو ساری زندگی یاد رہتا ہے حضرت عائشہؓ کے ساتھ بھی اس طرح کا واقعہ پیش آیا۔ وہ اس طرح کہ ایک دن _____ غالبًا غزوہ مصطلق میں حضرت عائشہ، آپ علیہ السلام کی ہمسفر تھیں غزوہ سے واپسی پر آپ کا ہار گم ہو گیا پورے قافلے کو روک دیا گیا کہ پہلے ام المومنین کا ہار تلاش کیا جائے اتفاق سے یہ ایسی بیاباں جگہ تھی جہاں پانی نہیں تھا۔ صحابہ کرام ہار تلاش کر رہے تھے نماز کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ بعض صحابہ نے آ کر عرض کیا کہ پانی بھی موجود نہیں اور نماز کا وقت بھی ختم ہونے کو ہے؟ کیا کیا جائے آپ ﷺ خاموش رہے اسی وقت جبرائیل امین تیمّم کا حکم لے کر نازل ہوئے اس پر حضرت اسید بن حضیرؓ نے عرض کیا: ''اے ابوبکر کی آل! تم لوگوں کے لیے سرمایہ برکت ہو۔''

صداقت کے گھرانے سے ویر اور بغض رکھنے والے منافقین نے حضرت عائشہ پر (نعوذ باللہ) ایسے کام (بدکاری) کی تہمت لگائی جس کا حضرت عائشہؓ کے حاشیہ خیال میں بھی گزر نہ ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کی حرم محترم پر ہرزہ سرائی، بدگوئیاں اور افواہیں جب زیادہ پھیلی تو بعض مسلمان بھی اس سے متاثر ہوئے اور یہ ایک فطرتی بات ہے کہ انسان پروپیگنڈا سے متاثر ہو جاتا ہے۔ ہر طرف عجیب گھٹن سی تھی جس نے سارے صحابہ اور مسلمانوں کے دلوں کو غم و اندوہ سے لبریز کر رکھا تھا۔ معاملہ سمجھ سے باہر تھا۔ آقا کی مبارک پیشانی پر پسینہ کے قطرے، تھال میں دمکتے موتیوں کا منظر پیش کر رہے تھے۔ اوپر سے تقدیر کھڑی مسکرا رہی تھی جو چند لمحوں میں منافقین کی سازش کو قیامت تک کے لیے طشت از بام کرنے والی تھی۔

......سیدہ عائشہؓ نے آپ ﷺ سے اپنے میکے جانے کی اجازت چاہی تا کہ وہاں جا کر کچھ اپنا درد دل کہہ سکیں آپ ﷺ نے بخوشی اجازت دے دی سیدہ، کاشانہ نبوت سے کاشانہ صداقت کی طرف گامزن ہوئی...... لیکن جب میکے آئیں تو وہاں بھی وہی حالت۔ خدایا کیا ماجرا ہے؟؟ ''بدلا ہوا رنگ سارے چمن کا تھا''

اس کیفیت کا اندازہ دشوار ہے جب محمد ﷺ جیسے شوہر کی آنکھیں بھی غمناک ہوں اور ابوبکرؓ جیسے والد بھی دلاسہ نہ دے رہے ہوں اس مشکل وقت میں ایک عورت زاد کس پر اپنی امیدیں باندھ سکتی ہے؟

مختصر یہ کہ اللہ رب العزت نے حضرت عائشہ کی صفائی دی اور فرمایا کہ یہ اس کام سے بری ہیں جس کام کی تہمت منافقین لگا رہے ہیں قیامت تک خدا کی یہ شہادت نہ صرف یہ کہ موجود ہے بلکہ '' اِنَّا نَحنُ نَزَّلْنَا الذِّکرَ وَاِنَّالَہٗ لَحَافِظُوْنَ '' کی وجہ سے محفوظ بھی ہے خدا تعالی نے ایسے ہر بد باطن کا جواب پہلے سے دے دیا جو اس پاکدامن خاتون پر کسی قسم کی تہمت لگاتا ہے

افسوس کا مقام: آج جس کے قلم کو اُبکائی آتی ہے وہی مصنف بننے کا شوق چرائے یہاں آدھمکتا ہے۔ حال ہی میں میری نظر سے ایک کتاب گزری ہے جس کا نام ''صدیقہ کائنات'' ہے جس کا مولف مجھے اہل حق کا نمائندہ ہونے کے بجائے کسی ''اور کھیت'' کی پیداوار معلوم ہوتا ہے صدیقہ کائنات کے فضائل لکھتے ہوئے کیا اس نے کیا گل فشانی کی ہے، ملاحظہ ہو!!

''آپ (حضرت علیؓ) کو امت نے اپنا'' خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا'' آپ'' دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ'' تھے اسی لیے آپ کی ''خودساختہ خلافت'' کا چار پانچ سالہ دور امت کے لیے ''عذاب خداوندی تھا'' (صدیقہ کائنات؛ص 237 مولف حکیم فیض عالم صدیقی)

پیاری بہنو! مجھے عداوت بھری اس عبارت سے تعصب کے بدبودار جھونکے ابھی بھی آ رہے ہیں۔ افسوس! آج امت کی ان برگزیدہ شخصیات کو نشانہ تنقید بنایا جا رہا ہے جنہوں نے اسلام کو اپنے خون سے سینچا تھا؟

خیر! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہت فضائل و مناقب ہیں جن کو لکھنا مجھ جیسی کے بس کا روگ نہیں آپؓ کی زندگی ہمارے لیے دستور حیات ہے۔

مرویات: آپؓ نے تقریبا 2210 احادیث روایت کی ہیں۔

وفات: آپ کی عمر 58 برس کی تھی جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھایا۔

مکتب کی زندگی اپنی تیسری بہار دیکھ رہی تھی جب ہم نسل انسانی کا صد ہزار بار نسخہ آزمودہ (قرآن کریم) اپنے سامنے رکھے استاد محترم کے انتظار میں دوزانو بیٹھے تھے۔

''الٓمٓo اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَایُفْتَنُوْن.،، استاد صاحب کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

لوگوں نے کیا سوچ رکھا ہے کہ ہم صرف اتنی سی بات کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم مومن ہیں اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا؟

ایمان لانے کے بعد آزمائش کا مرحلہ خدائے حکیم کی حکمت کا مظہر ہے تاکہ لوگوں پر واضح ہوجائے کہ کون دل سے ایمان لایا اور کون ہے جو زبانی جمع خرچ پر گزارا چلا رہا ہے دوسرے مقام پر اسی بات کو ایک اور پیرائے میں بیان فرمایا گیا:''وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ،، ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے خوف، بھوک، اموال اور پھلوں وغیرہ میں کمی دے کر۔

معاشرہ پر نظر کی جائے تم ہمارے سامنے دو طرح کے انسان آتے ہیں نیک اور بد۔ نیک لوگوں کے لیے تو حکم بالا: ''وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ...... ہے اور دوسرے قسم کے انسان کے لیے ''ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ ،، بحر و بر میں جو فساد رونما ہو رہا ہے یہ انہی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

اس بات کو آج کے تناظر میں دیکھتے ہیں دنیا میں کتنے فیصد لوگ نیک اور کتنے بد ہیں آپ کسی بھی شعبے میں جا کر دیکھیں کتنے پابند شرع ہیں؟ اور کتنے مخالف شرع؟ سابقہ اقوام کی تباہی و بربادی کی جن وجوھات کی قرآن کریم نے نشاندہی کی ہے کفر و شرک کے علاوہ رشوت،

چور بازاری، غنڈہ گردی، بدکاری و بے حجابی ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو سمجھایا ہے کہ اگر تم میری نافرمانی سے باز نہ آئے تو...... ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے، چہروں کو مسخ کرا بیٹھوں گے، گھروں میں بے چینیاں اور بے قراریاں تمہارا مقدر رہوں گی، گناہ کرتے رہو گے تو ''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ.'' جیسے محافظ تم سے چھین لیے جائیں گے اور تم خفیہ طاقتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے، برے کاموں سے باز نہ آئے تو ناکامیوں کی دلدل تمہیں اپنے اندر لے لے گی، گناہ کرنے پر تم مصر رہے تو جیسے بدکار اقوام مکافات عمل کی چکیوں میں پستے رہے تم بھی پس جاؤ گے۔ بلکہ قرآن حکیم تو ان کے ان خیالات کو بھی آشکار کیا ہے جن کو وہ سینوں میں چھپائے پھرتے تھے ''اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَایَحْکُمُوْنَ ،، ان بدکاروں کا کیا خیال ہے کہ وہ ہم سے بچ نکلیں گے؟ یہ ان کا غلط فیصلہ ہے۔

ایک اصول ہے کہ ''تسلیم و رضا میں حسن اور خوبصورتی ہے اور بغاوت میں فساد اور شر ہے۔''

کائنات کے نظام پر آپ ایک نظر دوڑائیے!!! آپ کو اِنس و جن کے علاوہ ہر شے سرتاپا پیکر تسلیم نظر آئے گی، ہزار ہا آفتاب و ماہتاب باقاعدگی سے آج بھی ان راہوں پر رواں دواں ہیں جو ان کے خالق نے ان کے لیے تجویز کیے تھے، گل و صنوبر کے قافلے معین اوقات پر آ جا رہے ہیں، پانی ابتداء سے نشیبی راستے کا مسافر ہے، کوہساروں میں وہی صلابت اور پختگی ہے، سمندروں کی موجیں اٹھ اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ آپ ذرا سوچیں!!! اگر سیارے ایک لمحے کے لیے بھی جادہ تسلیم کو چھوڑ کر دوسری طرف جائیں تو فضاؤں میں آگ کے شرارے بھڑک اٹھیں اور یہ کائنات جل کر بھسم ہو جائے۔

ہمیں آج اس میں اختیار ہے کہ خدا کے مجوزہ اور پسندیدہ راہوں پر چل کر کامیاب ہوں یا اسے چھوڑ کر قافلہ شیاطین کے ہم قدم بن جائیں پھر اس کے بعد ذلت، افلاس، رسوائی، غم بے چینی، ملائکہ کی حفاظت سے محرومی اور بالآخر جہنم اور اگر ہم نے آج یہ فیصلہ کر لیا کہ ہمیں اطمینانِ قلب، صحت، فراخی رزق، معاشرہ میں حقیقی عزت، ہر اقدام پر کامیابی اور بالآخر جنت حاصل کرنی ہے تو میری بہنو! اس کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے کہ ہم حضور ﷺ کا دامن تھام لیں۔

ابوابو! داداجان پہلے حکیم تھے؟ رافع اور رافعہ بھاگتے ہوئے پہنچے کہ کون پہلے ابو سے پوچھتا ہے؟
ہاں بیٹا! تمہارے دادا حکیم تھے مگر تمہیں اس سے کیا؟ مسکراتے ہوئے اپنے دونوں بچوں کی طرف دیکھا۔

میرا دوست ہے ناصائم۔ جی! ابو نے اثبات میں سر ہلا کر۔ اس کے ابو پوچھ رہے تھے رافع نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں تھا ہم نے کہہ دیا کہ نہیں ہمارے ابو تو حکیم نہیں تھے رافعہ بھی بتانے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی۔ تھوڑی دیر رک کر بولی: "ابو یہ تو جھوٹ ہوگیا نا؟" "نہیں! بے وقوف ہمیں پتا ہی کہاں تھا؟ اگر پتا ہوتا تو تب جھوٹ ہوتا یہ......ابو کی بجائے رافع جھٹ بول پڑی پھر فوراً ہی اپنا سوال داغ دیا؛ ابو! دادا ابو حکیم کیوں نہیں ہیں؟" یہ بات آپ جا کر دادا سے پوچھ لیں۔ بچوں نے دادا کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

ٹک ٹک ٹک......اندر سے دادے نے بولا تو دونوں اندر داخل ہوئے، دادا پلنگ پر نیم دراز کوئی کتاب پڑھنے میں مشغول تھے اپنے دونوں پیارے پیارے پوتا پوتی کو آتے دیکھا تو کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی تا کہ غور سے ان کی بات سن سکیں۔ داداجان! آپ پہلے حکیم تھے نا؟ رافعہ نے پوچھا "ہونہہ! دادا نے پیار سے سر ہلایا۔

تو اب آپ حکیم کیوں نہیں ہیں؟ رافع نے کہا۔ اچھا تم دونوں یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں نے حکمت کیوں چھوڑی؟ جی ہاں داداجان! دونوں ایک ساتھ بولے اچھا پھر سنو! ابھی انہوں نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ ان کے ابو اور امی بھی کمرے میں داخل ہوتے نظر آئے کیونکہ وہ بھی جاننا چاہتے تھے کہ ان کے ابو نے حکمت کیوں چھوڑ دی تھی؟ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو دادا کہنے لگے "بات دراصل یہ ہے کہ جب میں حکیم تھا تو لوگ دور دور سے میرے پاس علاج کے لیے آتے تھے اللہ نے میرے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی لوگ پہلی دوسری خوراک میں ہی صحت یاب ہوجاتے لہٰذا میری سارے شہر میں دھوم تھی ایسے لوگ بھی میرے پاس آتے تھے جنہیں ڈاکٹر جواب دے دیتے تھے وہ میرے پاس سے صحت یاب ہوکر جاتے لوگ مجھے اتنا

جاننے لگے کہ دوسرے شہروں سے بھی آتے اور تندرست ہوکر جاتے۔

پھر یہ ہوا کہ ایک صاحب مجھ سے علاج کروانے لگے میں نے اس شخص پر اپنی حکمت آزما ڈالی مگر وہ ٹھیک نہ ہوئے اس شخص کی وجہ سے میں نے کئی نسخے بھی بنا ڈالے وہ دوسروں پر آزمائے وہ ٹھیک ہوگئے مگر وہ آدمی ٹھیک نہ ہوا میں نے اپنے شاگردوں کے ذریعے کہلوایا: "بھائی! جب اس حکیم سے تم تندرست نہیں ہو رہے کہیں اور سے جا کر علاج کروالو تو جانتے ہو کیا کہنے لگا اس نے کہا میرا اصول ہے کہ جب ایک حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرواتا ہوں تو پھر ساری عمر اسی سے علاج کرواتا رہتا ہوں پھر میں نے کئی نئے نئے نسخے ایجاد کر ڈالے مگر وہ آدمی کمزور ہوتا گیا آخر کار میں نے تنگ آ گیا کہ ایک آدمی اتنی مدت سے میرے پاس آ رہا ہے اور میں اس کا علاج نہیں کر پا رہا ہوں میں نے سوچا اس آدمی کی وجہ سے میری شہرت اور عزت ماند ہو رہی ہے لہٰذا میں نے اسے زہر دینے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ میں کافی تنگ آ گیا تھا میں نے سوچا جب یہ مرجائے گا تو لوگ اسے بھول بھال جائیں گے اور میری حکمت چلتی رہے گی۔

ایک دن___ میں نے ایک پیالہ زہر کا تیار کیا اور کہا یہ تمہارے لیے شفا کا پیغام ہے اس نے کمزور ہاتھوں سے پکڑ کر وہ پی لیا۔ وہ کافی دن نہ آیا تو میں نے خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے لیکن وہ اگلے دن آ گیا میں نے حیرت سے دیکھا وہ بالکل صحت مند تھا۔ حکیم صاحب! وہ بولا۔ آپ نے جو آخری دوا دی مجھے بہت فائدہ ہوا ایک اور خوراک دے دیں وہ بھی اسی دوا کی۔ میں نے کہا تمہارا علاج مکمل ہوگیا بس! یہاں سے چلے جاؤ! اس واقعے کے بعد میں نے سوچا اگر یہ آدمی مرجاتا تو اس کا خون میرے اعمالوں میں لکھا جاتا۔ بے شک اس کے بعد میری حکمت اور شہرت میں اضافہ ہوجاتا مگر آخرت تو تباہ ہوجاتی نا؟ لہٰذا میں نے اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگی اور حکمت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیا کیونکہ اسی کی وجہ سے میں ایک شخص کا قاتل بننے والا تھا میں نے سوچا مجھے اپنی آخرت سنوارنی ہے۔

"زندگی نہیں"

یعنی دین سیکھنا اور سکھانا یہ تو سب جانتے ہیں کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہوسکتا اور جب بندہ نے کلمہ طیبہ کا اقرار کرلیا اور اپنے آپ کو اللہ کے حکموں کا پابند بنادیا، اللہ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کرلیا تو اب اس کے ذمہ یہ لازم ہوگیا کہ اس کے دین یعنی اسلام کے عقیدوں اور حکموں کو سیکھے اور معلوم کرے ایسے آدمیوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھے جو اسلام خوب جانتے ہیں۔ آج کل بڑے بڑے اسکول اور کالج کھل گئے ہیں اور ان میں دنیا بھر کی باتیں سکھائی اور پڑھائی جاتی ہیں اور طرح طرح کی ریسرچ کرائی جاتی ہے۔

مگر ان معلومات سے آدمی کو نہ اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے نہ مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات معلوم ہوتے ہیں نہ وہاں کی تیاری کی فکر ہوتی ہے بیس بیس سال پڑھ لیتے ہیں مگر ''دعاءِ قنوت'' اور ''الحمد شریف'' بھی یاد نہیں ہوتی اور کیسے یاد ہو جبکہ اسکولوں اور کالجوں کی اصلی غرض وغایت دینی تعلیم نہیں ہے۔

جب کسی نے دین نہ سیکھا اور اس کے علاوہ ساری دنیا کی باتیں سیکھ لیں تو اللہ کے نزدیک وہ علم فائدہ مند نہیں ہوا اللہ کو وہی علم پسند ہے جو خدا تک پہنچائے اور انسان کو خدا کے حکموں پر چلائے، جس سے آخرت کی زندگی درست ہوجائے۔

دین کا اتنا علم حاصل کرنا جس سے اپنا عمل درست ہوسکے ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، آپس کے معاملات، رہن سہن، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور ان کے علاوہ زندگی کی تمام حالتوں کے حکموں کو معلوم کرو جو قرآن شریف وحدیث میں بتائے گئے ہیں۔ بہت سے مرد وعورت بچپن میں دین سیکھتے نہیں اور بڑے ہوکر لحاظ کی وجہ سے نہیں پوچھتے اور عمر بھر جاہل رہتے ہیں اور اللہ تعالی کے حکموں کے خلاف چلتے ہیں ایسے لوگوں کو سمجھا کر دین

سیکھنے پر آمادہ کرو اور خود بھی سیکھو۔

جن کی عمریں بڑی ہوگئیں ان کے دین سیکھنے اور سکھانے کی ترکیب یہ ہے کہ روزانہ ورنہ کم از کم ہفتہ میں ایک روز مقرر کرکے وقت کی پابندی کے ساتھ کسی مقرر مکان میں پردے کے اہتمام کے ساتھ گھر سے آکر جمع ہوں اور ایک دوسرے کو سیکھنے اور سکھانے میں لگ جایا کریں زبانی تعلیم بھی کریں اور کتابی تعلیم بھی۔

زبانی تعلیم یہ ہے کہ جس کو کلمہ یاد نہ ہو اس کو کلمہ یاد کرادیں جسے نماز یاد نہ ہو سے نماز سکھادیں بار بار کہلا دیں اور جسے یاد ہو وہ انجان کو حقیر نہ سمجھے نہ اپنی فضیلت جتاوے نہ ایسے انداز میں بات کرے جس سے کسی کا دل دُکھے۔ آپس میں نماز اور وضو کے فرضوں، سنتوں کا ذکر چھیڑیں پوچھ گچھ کریں جسے معلوم نہ ہو بتادیں دین پر چلنے کی تاکید کریں خدا کا خوف دلوں میں بٹھائیں حضرت رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ و بزرگان دین کے قصے سنائیں۔

کتابی تعلیم یہ ہے کہ دینی کتابوں میں سے کوئی کتاب لے کر پڑھی جائے ایک کتاب پڑھے اور باقی سب غور وفکر کے ساتھ سنیں، بات سنتے ہی عمل شروع کردیں کتابیں بہت سی چھپ گئی ہیں ہم چند کتابوں کے نام لکھتے ہیں ان کو منگا کر سنو، پڑھو، سب کو سناؤ اور خوب سمجھا کر آگے دوسرا مضمون شروع کرو۔

نصائح نبوی ﷺ، مسلمان بیوی، رسول اللہ ﷺ کی بیویاںؓ، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں سیرت خاتم الانبیا ﷺ، رحمت عالم ﷺ، تبلیغ دین، بہترین جہیز، فضائل صدقات، حیات المسلمین، آداب معاشرت، اغلاط العوام، احوال جہنم، احوال برزخ، جنت کی نعمتیں، دوزخ کا کھٹکا، رسول ﷺ کی پیشن گوئیاں، ارکان اسلام، اصلاح الرسوم، اصلاح معاشرت، مسنون دعائیں، معارف الحدیث، فضائل صلوۃ وسلام، اسوہ صحابیات، فضائل اعمال، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ بہشتی زیور، تفسیر بیان القرآن تفسیر ابن کثیر، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ مترجم، سیرۃ النبی ﷺ، تاریخ اسلام، رحمۃ للعالمین ﷺ قصص القرآن وغیرہ۔

موبائل فون اپنی ذات میں ایک بہت ہی بڑی سہولت اور نعمت ہے دو تین انچ کی ایک چھوٹی سی دنیا میں مختلف مشینوں کا مجموعہ آپ کی جیب میں پڑا ہوا ہے پہلے یہ سب مشینیں الگ الگ بڑے بڑے سائز میں اور بہت مہنگی ملا کرتی تھیں۔اس ڈھائی انچ کے ٹکڑے میں کیا ہے؟ اس کا مختصر سا جائزہ لیجیے؟

۱: سب سے پہلے تو یہ فون ہے صرف ایک ٹیلی فون حاصل کرنے کے لیے کسی زمانے میں دس دس سال دفتروں کے چکر لگانے پڑتے تھے۔

۲: یہ فون کارڈلیس ہے اس میں تاروں کا کوئی جھنجھٹ نہیں ہے۔

۳: یہ فون LCD ہے کہ فون کرنے والے کا نمبر اور نام اسکرین پر آجاتا ہے LCD فون الگ سے آیا کرتے تھے۔

۴: یہ ایک مکمل ریڈیو بھی ہے یہ بہت مہنگے ملتے تھے۔

۵: یہ مکمل ریڈیو بھی ہے آپ پہلے الگ سے ریڈیو اور ٹرانزسٹر خریدتے تھے اب آپ کی جیب میں ہے۔

۶: اب اس کے ساتھ زوم لینس، ٹیلی لینس اور وائیڈ اینگل لینس الگ نہایت بھاری قیمت پر ملتے تھے۔اب یہ سب آپ کی مٹھی میں ہیں۔

۷: یہ ایک اعلیٰ درجے کا ویڈیو کیمرہ بھی ہے جو پہلے الگ سے بھاری قیمت پر ملتا تھا۔اس سے آپ اپنی گھریلو تقریبات کی ویڈیو بنا سکتے ہیں۔

۸: یہ مکمل وی سی پی اور وی سی آر بھی ہے اس پر آپ اپنی پسندیدہ ویڈیو دیکھ سکتے ہیں۔

۹: یہ ایک مکمل ڈیجیٹل آرگنائزر بھی ہے اس میں آپ اپنی یادداشتیں اپنے دوستوں سے کیے ہوئے ملنے کے وعدے، میٹنگ وغیرہ کی تاریخ اور اوقات محفوظ کر سکتے ہیں۔

۱۰: یہ ایک ایسا الارم بھی ہے جس میں آپ ایک دن میں مختلف اوقات کے لیے کئی الارم سیٹ کر سکتے ہیں یہ مقررہ وقت پر خود بخود آن ہوتا ہے اور مجھے جگا کر خود سو جاتا ہے۔

۱۱: اس میں مکمل میڈیا پلیئر بھی ہے جس پر موسیقی اور گانوں کے دلدادہ اپنا شوق پورا کر سکتے ہیں۔

۱۲: اس میں ایک انوکھی مشین ایسی ہے جو پہلے صرف ڈاک خانوں میں ہوا کرتی تھی عام آدمی کو میسر نہیں تھی۔وہ پہلے ٹیلی گراف مشین جس سے پہلے ڈاک کے ذریعے تار یعنی ٹیلی گرام بھیجے جا سکتے تھے اب ہر شخص دنیا میں کسی شخص کو بھی کسی مقام پر بھی ٹیلی گرام بھیج کر دو تین سیکنڈ میں جواب حاصل کر سکتا ہے اور میری آج کی اس تحریر کا اصل مقصد اسی کے استعمال پر کچھ عرض کرنا ہے اس ٹیلی گرام کا نیا نام ''ایس ایم ایس'' ہے (یعنی شارٹ میسج سروس)

ذرا سوچیے اگر آپ تیس چالیس سال یہ تمام مشینیں اپنے کمرے میں جمع کرتے تو کتنی رقم خرچ ہوتی اور آپ کے کمرے میں کتنی جگہ بچتی؟ آج یہ ساری مشینیں آپ کی جیب میں سگریٹ کے پیکٹ سے بھی کم جگہ پر موجود ہیں اس اعتبار سے دیکھیے تو یہ ڈھائی تین انچ کا ٹکڑا بے شمار سہولتوں کا خوبصورت پیکج ہے اور بڑی نعمت ہے بشرطیکہ اس نعمت کو نعمت سمجھ کر ہی صحیح مقاصد کے لیے استعمال میں لایا جائے۔

ایس ایم ایس کی اچھائیاں:

موبائل فون کی کمپنیوں نے آج کل اپنے کاروباری مقاصد کے لیے SMS کے مختلف پیکج نکالے ہوئے ہیں ان میں سے معمولی سی رقم کے عوض سو سے لے کر ایک ہزار پیغامات بغیر کسی اور معاوضے کے بھیجے جا سکتے ہیں اس سہولت کی وجہ سے نوجوان نسل میں خصوصاً ''ایس ایم ایس'' ایک وبا کی صورت اختیار کر گئی ہے جس کو دیکھو وہ ''ایس ایم ایس'' بھیج رہا ہے اور وصول کر رہا ہے اور اس میں اس حد تک انہماک بڑھ گیا ہے کہ نہ نمازوں کے اوقات کی پروا نہ کھانے پینے کی۔طلبہ کے امتحانات ہو رہے ہیں اور وہ امتحان کے لیے تیاری میں اتنا وقت صرف نہیں کرتے جتنا SMS ٹائپ کرنے اور وصول کرنے میں لگا دیتے ہیں۔اب یہ وبا صرف بچوں تک

محدود نہیں ہے بڑے بھی اس سہولت سے اپنے مزاج کے مطابق فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

یہ پیغامات مختلف قسم کے ہیں جو سیاسی، معاشرتی، لطیفہ گوئی، مذہبی اور فحاشی وعریانی پر مشتمل ہوتے ہیں بعض اقوال بڑے حکیمانہ، دانش مندانہ اور خوبصورت ہوتے ہیں ابھی کسی نے مجھے ایک پیغام بھیجا، اپنے رب کو یہ مت بتاؤ کہ تمہاری پریشانی کتنی بڑی ہے اپنی پریشانی کو یہ بتاؤ کہ تمہارا رب کتنا بڑا ہے؟ اب یہ مقولہ کتنا حکیمانہ اور اس پر عمل کیا جائے تو آدمی مصیبتوں سے راحت میں آ جائے۔

لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نیکی بھی کرنا چاہتے ہیں تو شیطان بڑی چالاکی سے اس نیکی کو گناہ بنا دیتا ہے مثلاً اگر آپ اسی مقولے سے پہلے لکھ دیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ تو آنحضرت ﷺ سے یہ جھوٹی نسبت اسی مقولے کو جہنم کی کنجی بنا دے گا حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بہت واضح ہے: ''جس کسی نے ارادۃً مجھ پر (کوئی) جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

آج کل SMS جو اس وقت کا سب سے بڑا پیغام رسانی کا ذریعہ ہے اس پر لوگ کچھ دینی اور اخلاقی اقوال کہیں سے لے کر اس کی نسبت آنحضور ﷺ سے کر دیتے ہیں (معاذ اللہ) ہمارے یہاں دینی اور اخلاقی تربیت کے فقدان کی وجہ سے اس سنگین اور عظیم گناہ کا احساس تک نہیں ہے۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی ایسے اقوال کو بے سوچے سمجھے دوسروں کو فارورڈ کر دیتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کسی حدیث کو بیان کرتے وقت لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے بعض حضرات تو دوسرے صحابہ کی طرف ٹال دیا کرتے تھے کہ وہ حدیث بیان کر دیں۔ اکثر صحابہ کرامؓ کی عادت تھی کہ اگرچہ حدیث کو خود سنا ہوتا اور حدیث کے الفاظ یاد بھی ہوتے تو آکثر آخر میں یہ اضافہ کر دیتے تھے ''یا جیسا رسول ﷺ نے فرمایا۔''

آج کل لوگ SMS کے ذریعے دین کی تبلیغ کیلیے مختلف اقوال کو آنحضرت ﷺ سے یا حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دیگر صحابہ کرامؓ سے منسوب کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دین کی تبلیغ کر رہے

ہیں ان کی نیت غلط نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ ان نقصانات سے واقف نہیں ہیں اس لیے بے دھڑک یہ گناہ کرتے رہتے ہیں۔

ایک اور طریقہ چل نکلا ہے کہ کوئی بھی مذہبی مقولہ لے کر اس کے آخر میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس پیغام کو جو شخص دس مزید لوگوں کو بھیجے گا اس کے لیے عظیم انعامات کا وعدہ کیا جاتا ہے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ وہ شخص یہ پیغام اتنے لوگوں کو نہیں بھیجے گا اس پر مصیبت آئے گی اور تباہی وبربادی سے ڈرایا جاتا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ ان انعامات کا وعدہ اللہ نے کسی سے کیا اور کس ذریعے سے کیا اور مصیبت وبربادی یہ وعیدیں اللہ نے کس کے ذریعے دی؟ ایسے پیغامات میں بھی یہ رویہ ہونا چاہیے کہ وہ قول اگر اچھا ہے اور قرآن وسنت کے مزاج سے متصادم نہیں ہے تو صرف قول محفوظ کر لیا جائے اور وعدے اور وعید کو حذف کر دیا جائے ورنہ ایسے پیغام کو مٹا دیا جائے۔

بعض لوگوں کا دعوی ہے کہ آج کل SMS پیغام بڑے سے بڑا اخبار یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ اس کا اخبار S M S سے زیادہ پڑھا جاسکتا ہے۔ اس لیے چاہیے کہ اس میڈیا کو لوگوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کے لیے استعمال کیا جائے اور خاص طور پر اس سنگین گناہ سے بچنے کی تلقین کی جائے کہ بغیر تحقیق اور بغیر سند کے کسی قول کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف نسبت دینے والا اپنے لیے جہنم میں جگہ بک کرا رہا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو اس گناہ سے اپنی پناہ میں لے لے۔

اپنی اس تحریر کو SMS سے وصول ہونے والی اس دعا پر ختم کرتا ہوں جو میرے ایک عزیز نے کل ہی مجھے بھیجا ہے اور ایک حدیث کا ترجمہ ہے ''یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ایسی معافی جس کے بعد گناہ نہ ہو، ایسی ہدایت جس کے بعد گمراہی نہ ہو، ایسی رضا جس کے بعد ناراضگی نہ ہو۔ ایسی رحمت جس کے بعد عذاب نہ ہو ایسی کامیابی جس کے بعد ناکامی نہ ہو، ایسی عزت جس کے بعد ذلت نہ ہو''، آمین

اس دعا کو اپنے لیے بھی مانگیں اور پاکستان اور مسلمانوں کے لیے بھی۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو جنتی عورت کے بارے میں نہ بتاؤں وہ کون ہے؟ ہم نے کہا:''ضرور اے اللہ کے رسول ﷺ!'' آپ نے فرمایا:''شوہر فریفتہ، زیادہ بچے جننے والی، جب یہ غصہ ہوجائے یا اسے کچھ برا بھلا کہہ دیا جائے یا اس کا شوہر ناراض ہوجائے تو یہ عورت شوہر کو راضی کرتے ہوئے کہے میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے میں اس وقت تک نہ سوؤں گی جب تک تم خوش نہ ہوجاؤ۔''

اس حدیث کی میں جنتی عورت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ جنت میں جانے والی عورت میں یہ اوصاف پائے جائیں۔

۱: وَدُوْدٌ بہت زیادہ شوہر سے محبت کرنے والی، شوہر پر فریفتہ ہونے والی ذرا سی ناراضگی سے اس کا چین وسکون ختم ہوجائے محبت کا تعلق اس کا شوہر سے وابستہ ہو۔اسے ناراض چھوڑ کر الگ بیٹھنے والی نہ ہو۔فریفتہ اور محبت کا فائدہ یہ ہوگا کہ دوسرے کا جانب اس کا خیال اور دھیان نہ جائے گا اور غایت محبت کی وجہ سے شوہر کی جانب سے کوئی تکلیف دہ امور ہو تو اسے برداشت کرلے گی محبت کی وجہ سے کڑوی بات بھی میٹھی ہوجاتی ہے۔

محبوب کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف محبت کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتی جس گھر کا نظام باحسن وجوہ چلتا ہے اور ہر ایک کو گھریلو سکون میسر ہوتا ہے، جس کا آج فقدان ہے۔عورت جب فریفتگی کا برتاؤ کرے گی تو سخت مزاج مرد بھی متاثر ہوکر دل میں اسے جگہ دے دے گا اور وہ بھی محبت کی بنیاد پر نامناسب امور کو برداشت کرتا رہے گا۔

۲ وَلُوْدٌ زیادہ بچے جننے والی عورت قابل تعریف اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک

بہت پسندیدہ ہے۔

اس لیے سرکار دوعالم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو شادی کا اہم ترین مقصد سلسلہ نسل باقی رکھنا ہے، امت کے افراد زیادہ سے زیادہ ہونا۔

اس حدیث پاک میں جنتی عورت کی ایک نہایت ہی اہم وصف وعلامت بیان کی گئی ہے کہ وہ شوہر کی محبت میں سرشار ہوکر شوہر کی ذرا سی بھی ناراضگی کو برداشت نہیں کرسکتی اگر کبھی شوہر ناراض ہوجائے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ایک غایت درجہ محبت کا اظہار کرے گی کہ جب تک آپ راضی نہ ہوں گے میں پل بھر بھی نہ سوؤں گی آج کل کی ماڈرن عورتیں ایسا کرسکتی ہیں؟اگر شوہر ناراض ہوا اور اس کا ناراض ہونا بجا ہو تو بھی بیگم صاحبہ پوچھیں گی بھی نہیں؛ مزے سے بے خبر سوجائیں گی اگر آج یہ وصف عورت میں پیدا ہوجائے تو گھر جنت کا نشان بن جائے۔شوہر کیسا ہی بدمزاج سخت مزاج کیوں نہ، بیوی کی محبت سے اس کی محبت ذہن میں بیٹھ جائے گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو جنتی عورت نہ بتادوں جو خوب محبت کرنے والی ہو زیادہ بچے جننے والی شوہر کے پاس کثرت سے آنے والی ہو کہ اگر اسے تکلیف دیدی جائے تو شوہر کا ہاتھ پکڑ کر کہے:''میں پل بھر نہ سوؤں گی جب تک آپ خوش نہ ہوجائیں۔''

گویا کہ اس بات کی تعلیم ہے کہ شوہر ناراض نہ رہے اس کی رضا جنت ہے اللہ ہم سب کو شوہر کی رضا میں رہنے کی توفیق عنایت فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بھی توفیق عنایت فرمائے۔

ایک ناشر نے کتابوں کے نئے گاہک سے شوکت تھانوی کا تعارف کراتے ہوئے کہا: آپ جس شخص کا ناول خرید رہے ہیں وہ یہی ذات شریف ہیں۔لیکن یہ چہرے سے جتنے بے وقوف معلوم ہوتے ہیں اتنے ہیں نہیں۔شوکت تھانوی نے فوراً کہا: جناب مجھ میں اور میرے ناشر میں یہی بڑا فرق ہے۔یہ جتنے بے وقوف ہیں، چہرے سے معلوم نہیں ہوتے۔

ایک روز مجلس میں عقل پر گفتگو شروع ہوگئی۔شاہ جی نے فرمایا کہ عقل وکردار کے بارے میں یہ قطعہ بھی خوب ہے۔

خرد کی سروری وحکمرانی ہے مستحکم زمیں وآسمان میں
جومفتوح سلیمان خردہے وہی ہے فاتح اعظم جہاں میں

کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا تھا کہ انسان کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:''عقل۔'' کامل لوگوں نے پوچھا اگر یہ نہ ہو؟ فرمایا:'' حسن ادب۔'' لوگوں نے پوچھا اگر یہ نہ ہو؟ فرمایا:''شفقت ومحبت۔'' لوگوں نے پوچھا اگر یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا:'' مکمل خاموشی۔'' لوگوں نے پھر پوچھا اگر یہ بھی نہ ہو تو؟ فرمایا:'' پھر تو موت بہتر ہے۔''انسان کو کمال عقل وحکمت اس وقت حاصل ہوتا ہے۔جب وہ تعریف سے خوش اور مذمت پر غمگین نہ ہو۔

ملک صاحب نے کہا کسی کا قول ہے کہ خدا کی بہترین تخلیق انسان ہے، انسان کی بہترین چیز عقل ہے اور عقل کی بہترین چیز یہ ہے کہ وہ انسان کو عدل وتوازن یعنی صراط مستقیم پر قائم رکھے عقل کا منصب مابعد الطبیعات اورطبیعات میں یہ ہے کہ نظام عالم پر غور کرے اور اسے تسخیر کرے، اخلاقیات میں یہ ہے کہ خواہشات میں نظم وضبط پیدا کرے اور سیاست میں یہ ہے کہ عدل ومساوات پر معاشرے کی تنظیم کرے۔

عقل کے بغیر جذبہ اندھا ہے اور جذبہ کے بغیر عقل مردہ ہے ان دونوں کے توازن ہی سے ایک متوازن زندگی عبارت ہے عقل کی کارفرمائی نفس کی رہنمائی میں ہوگی تو معاشرہ کی بربادی یقینی ہے اور اگر عقل کی کارفرمائی دین یا ایمان یا وحی یا نفس زکیہ یا انسانیت کے جذبے کی رہبری میں ہوگی تو معاشرہ میں امن وسلامتی اور خیر وصلاح کا دردورہ ہوگا۔ایک اچھا اور سچا معاشرہ وہ

ہے جس میں انسانی عقل ایمان وحیا کی اقدار کی روشنی میں کارفرما ہو، یہی ایمان باللہ کا مقصود ہے، یہی ایک مہذب اور باحیاء معاشرے کی علامت ہے مناقب العارفین میں ہے کہ ایک دن حضرت مولانا رومؒ نے وعظ میں فرمایا کہ جب اللہ نے آدم کے جسم پاک کو مٹی سے پیدا کیا اور روح پاک کو اس میں پھونکا تو جبرئیل امین کو حکم دیا کہ قدرت حق کے سمندر سے تین سب سے بہترین موتی لو اور ایک طشت میں رکھ کر آدم صفی اللہ کو پیش کرو اور ان سے کہو کہ ان میں سے صرف ایک لے لو یہ تین موتی عقل، ایمان، حیا تھے۔

جب یہ تینوں گوہر حضرت آدم کو پیش کیے گئے تو آپ نے گوہر عقل لے لیا۔جبرئیل نے چاہا کہ باقی جو دو گوہر ہیں ان کو واپس قدرت الٰہی کے سمندر میں لے جائے لیکن! باوجود اپنی زبردست طاقت وقوت کے وہ ایسا نہ کر سکے ایمان وحیا کے گوہروں نے یہ کہا کہ عقل جو محبوب خدا ہے ہم اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔اس کے وجود کے بغیر ہمارا کوئی وجود نہیں۔

اللہ میاں نے جبرئیل کو حکم دیا کہ ان کو اسی طرح چھوڑ واور تم آجاؤ۔حضرت جبرئیل کے جانے کے بعد عقل انسان کے دماغ میں ایمان نے انسان کے دل میں اور حیا نے انسان کے چہرہ مبارک میں اپنا گھر بنا لیا یہ تینوں موتی آدم علیہ السلام کی میراث خاص ہیں۔جو انسان ان موتیوں سے آراستہ نہیں ہے، وہ انسان نہیں۔

شیخ صاحب نے کہا:''قرآن کے حوالے سے عقل وایمان اور وحی تینوں کی اہمیت مسلم ہے جو قومیں صرف عقل پر عمل کرتی ہیں ایمان اور وحی کی رہنمائی نہیں رکھتیں وہ دنیاوی ساز وسامان اور جاہ وجلال تو حاصل کر سکتی ہیں لیکن روحانی اور اعلی اخلاقی اقدار سے بے بہری رہتی ہیں کیونکہ وہ دولت ایمان اور ربانی رہنمائی سے محروم ہوتی ہیں مغربی تہذیب اس کی مثال ہے، جو قومیں ایمان ووحی رکھتی ہیں لیکن دنیاوی معاملات میں عقل سے کام نہیں لیتیں وہ زندہ تو رہ سکتی ہیں ایمان واخلاق حسنہ کی وجہ سے لیکن دنیاوی ترقی سے محروم ہوں گے اور جو قومیں صرف وحی رکھتی ہیں نہ ان کے پاس ایمان کامل ہے اور نہ عقل سلیم، وہ منزل سے محروم انتشار وبدبختی کا شکار ہوتی ہیں۔جیسا

کہ آج کل مسلم ملت کا حال ہے ملت اسلام وحی یعنی قرآن کی تو حامل ہے لیکن نہ ایمان کامل رکھتی ہیں اور نہ عقل سلیم سے کام لیتی ہیں۔ اس لیے عددی کثرت اور بے حد دنیاوی وسائل کے باوجود خواری، زبوں حالی کا شکار ہے قرآن میں جسے حکمت کہا گیا ہے اور جو خیر کثیر ہے دراصل وہ عقل ہے جو جذبہ ایمان سے تقویت یافتہ ہے اور وحی کی بصیرت سے بہرہ ور ہے، یہی عقل کلیت بین بھی ہے یہ وہ عقل ہے جس کے بارے میں رسول برحق ﷺ کا فرمان ہے: ''مسلمان کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔'' وہ عقل جو وحی کی روشنی سے محروم ہے اگر ایک فرد استعمال کرے گا تو وہ مکر وفریب اور خودغرضی کی صورت اختیار کر جائے گی، اگر ایک قوم استعمال کرے گی تو وہ قوم تعصب، تنگ نظری اور ظلم وتعدی کی تاریکیوں میں ڈوب جائے گی اور یہ عقل اگر خدا کے بارے میں غور کرے گی تو سوائے ذہنی الجھن اور کفر کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

شاہ جی نے فرمایا: ''اسلام فکر میں اخلاص اور آفاقیت کا علمبردار ہے، فکر دین اور فکر دنیا دونوں ہی لازمی ہیں کہ اسلام میں دین کے ساتھ دنیا کی بھی اہمیت ہے اگر صرف فکر آخرت ہوگی تو دنیا کے مسائل کیسے حل ہوں گے؟ اور اگر صرف فکر دنیا ہوگی تو آخرت کے معاملات کیسے سدھریں گے؟ سو دونوں کے امتزاج ہی سے زندگی کے مسائل صحیح معنوں میں سدھر سکتے ہیں۔ پھر دنیا کے مسائل کو دنیا یا فطرت کے قوانین کے مطابق ہی سدھارا جا سکتا ہے جنہیں سنت الٰہی یا قوانین قدرت کہنا چاہیے کھیت کی پیداوار ہو یا فیکٹری کی پیداوار معاشیات اور سائنس کے جدید اصولوں یعنی قوانین قدرت پر کاربند ہوئے بغیر کیسے بڑھائی جا سکتی ہے؟ محض دم، درود یا تعویذ گنڈوں سے یہ مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

انسان کی تخلیق اس کی زبان اور رنگ کے فرق، بادل کے برسنے غرض تمام مظاہر فطرت میں اہل علم ونظر کے لیے نشانیاں ہیں البتہ تمام سائنسی طریقے اور دوسرے دنیاوی وسائل اختیار کرنے میں بنی نوع انسان کا مفاد بالعموم اور ملت اسلامیہ کا مفاد بالخصوص مدنظر رہے یہی غایت اسلام ہے یہی اسلامی فکر ہے یہی قوانین قرآن پر عمل کرنا ہے یہی عقل کا درست استعمال

ہے اسے ہی حکمت کہا جا سکتا ہے جو خیر کثیر ہے۔

ملک صاحب نے کہا کہ دانایان دھر کہتے ہیں کہ صاحب دانش اور صاحب حکمت میں بھی ایک فرق ہے کہ دانشور دانش ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور صاحب حکمت جانتا ہے عقل ودانش کی اپنی حدود ہیں صاحب دانش مشکلات ومصائب میں پھنس جائے تو سعی وتدبیر سے ان مشکلات ومصائب سے نکل آتا ہے۔

لیکن صاحب حکمت کوشش کرتا ہے کہ مشکل یا مصیبت میں نہ پھنسے اس کے علاوہ دانشور، دانشور میں بھی فرق ہوتا ہے مثلاً آلام زمانہ اور گردش دوراں کی شکایت ایک عام دانشور یا دانشمند کرتا ہے تو اس میں تلخی ہوتی ہے اور اگر وہ دانشور دردیدہ ور ہو تو اس کی شکایت میں شگفتہ پن یا ظرافت کا رنگ ہوتا ہے اور یوں اس ظرافت سے وہ تلخی دوراں کو گوارا بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اگر وہ دانشور دیندار ہو یعنی صوفی ہو تو وہ شکایت نہیں کرتا بلکہ شکر کرتا ہے۔ اور آلام ومصائب کو قربت حق کا سبب سمجھتا ہے گویا دانشمند آشنائے دھر ہوتا ہے، دانشور آشنائے خویش ہوتا ہے اور صوفی آشنائے حق ہوتا ہے یا یوں کہہ لیجیے کہ دانشمند دانش کو اپنی ذات کے لیے استعمال کرتا ہے دانشور دانش کو بنی نوع انسان کے لیے اور صوفی دانش کو قربت حق کے لیے استمال کرتا ہے۔''

ملک صاحب نے کہا: ''دانشمند اور دانشور میں ایک اور بھی فرق ہے دانشمند اپنی عقل کے ذریعہ سے مسائل کا وقتی حل پیش کرتا ہے اور دانشور مسائل کے تمام پہلوؤں پر غور وفکر کرنے، ان کو سمجھنے کے بعد ان کا مستقل حل تلاش کرتا ہے اور فکر کرنا فکر رکھنا اور فکر پالنا مختلف پہلو رکھتے ہیں مسائل حیات پر فکر کرنا دانائی کا کام ہے، آخرت کی فکر رکھنا عبادت ہے اور دنیا کے فکر پالنا حماقت ہے۔''

شیخ صاحب نے کہا: ''انسانی زندگی کے عین پہلو میں ایک آخرت کا جو خالص مذہبی ہے اور عقائد وارکان دینی پر مبنی ہے یہ وحی اور مذہب یعنی قوانین قرآن سے متعلق ہے یہاں عقل کے پَر جلتے ہیں لیکن یہ بھی ہے کہ عقل والے کے سوا کوئی اور اس کا اہل بھی نہیں۔ صاحب عقل

ودانش ہی قرآنی احکام کی حکمت کو سمجھتا ہے بزرگان دین کا اس پر اتفاق ہے کہ عقل والے کے سوا کوئی اور خدا کو نہیں پہچان سکتا۔''

دوسر پہلو دنیا کا ہے یعنی صنعت وزراعت کے عمومی مسائل اور تسخیر کائنات جو خالص سائنسی علمی یا عقلی ہے؛ اس کا تعلق اگر مذہب سے ہوتا تو غیر مذہبی لوگ دنیا میں کوئی ترقی نہ کر پاتے جو قومیں قوانین قدرت پر عمل کریں گی خواہ وہ کافر ہوں، دنیا کی خوشحالی سے بہرہ ور ہوں گی کہ یہ سنت الٰہی ہے یا قوانین قدرت پر عمل کرنے کا نام ہے۔ قوانین قدرت اور قوانین قرآن میں یہ فرق ہے کہ زندگی کے مادی پہلو قوانین قدرت یا سنت الٰہی کے تابع ہیں اور زندگی کے روحانی اور اخلاقی پہلو قوانین قرآن یا سنت رسول ﷺ کے تابع ہیں قوانین قدرت اور قوانین قرآن میں لطیف فرق ہے اور ان دونوں پر عمل کرنے ہی سے سعادت دارین وابستہ ہے۔

زندگی کا تیسرا پہلو معاملات سے متعلق ہے یعنی انسانوں کے باہمی حقوق وفرائض کے مسائل یہ پہلو عقل ودین میں مشترک ہے حلال وحرام اور فرائض وحقوق کا شعور دین اسلام نے کامل طور پر پیش کیا ہے جو عقل سلیم کے مطابق ہے اسی لیے قرآن پاک نے اکثر اہل حکمت ودانش سے خطاب کیا ہے اگر اس حصہ کو ترک کیا جائے تو فساد فی الارض کا خدشہ ہے۔ عقل سلیم بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے۔ جو ان حقائق کو سمجھتے ہیں وہی صاحب دانش وحکمت ہیں۔

انصاری صاحب نے کہا کمال حکمت وذہانت کے ساتھ اگر ضمیر کی صداقت نہ ہو تو شیطنت ہے اور اگر کمال ذہانت کے ساتھ قوت حافظہ اور صداقت ضمیر بھی ہو تو جان لو کہ نابغہ روزگار وجود میں آ گیا کمال ذہانت اور صداقت ضمیر کے ساتھ خطابت کا جوہر بھی ہو تو سمجھ کہ عظیم اساسی رہبر منصۂ شہود پر آ گیا۔''

مرزا صاحب نے کہا عقل کے استعمال میں توازن ہو تو حکمت یا ذہانت کہلاتی ہے اگر اعتدال سے بڑھ جائے تو شیطنت یا مکاری کہلاتی ہے اور اگر اعتدال سے گھٹ جائے تو حماقت نام پاتی ہے۔'' مرزا صاحب نے کہا کہتے ہیں کہ حماقت کامیاب ہو جائے تو جرأت کہلاتی ہے

headertif not found.

اور جرات ناکام ہو جائے تو حماقت نام پاتی ہے۔ شاہ جی نے کہا: ''علمی اور عقلی دلائل سے بات کرنے والے یہ نکتہ بہت کم ذہن میں رکھتے ہیں کہ دوسروں کو مرعوب کرنا اور بات ہے قائل کرنا اور بات ہے اور متاثر کرنا بالکل مختلف چیز ہے تحکمانہ لہجہ سے بات کر کے آپ دوسروں کو مرعوب تو کر سکتے ہیں لیکن قائل نہیں کر سکتے اور ٹھوس دلائل سے دوسروں کو قائل یا مرعوب کیا جا سکتا ہے لیکن متاثر اعلیٰ اخلاق ہی سے کیا جا سکتا ہے گفتگو میں یہ کہنا کہ صرف میرا ہی نقطہ نظر درست ہے خواہ کتنی ہی ٹھوس دلیلوں پر مبنی ہو تہذیب وشائستگی کے خلاف ہے اور کچھ تکبر وتعصب اور ہٹ دھرمی کا بھی عکاس ہے ایک بااخلاق مہذب اور شائستہ انسان اپنا نقطہ نظر اس خوبصورتی سے پیش کرتا ہے کہ دل میں اتر جاتا ہے اختلاف نظر کے باوجود بدمزگی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ گفتگو میں اس بات کا خاص دھیان رکھتا ہے کہ اپنی بڑائی اور دوسروں کی برائی نہ کرے۔ ایسا ہی شخص سچا صاحب دانش اور صاحب حکمت ہوتا ہے۔

سرمایہ داروں کے کتے

ریاست جونا گڑھ کے نواب کتوں کے شوقین تھے کتوں کے الگ الگ کمروں میں ٹیلیفون کے ساتھ کتوں کے لیے خدمت گزار ہمہ وقت مستعد اور ڈاکٹر حاضر ہوتے کوئی کتا مر جاتا تو سنگ مرمر کی قبر بنوائی جاتی اور سوگ منایا جاتا کتے کتیا کی شادی بڑے دھوم دھڑکے سے کی جاتی دولھا دلھن کا باراتی جلوس بینڈ باجے سے نکلتا ان کے ایک روشن نامی کتے کی روشنہ نامی کتیا سے شادی تو یادداشتوں سے آگے تاریخی کتابوں میں محفوظ ہو گئی ہے جس پر ہزاروں پونڈ خرچ کیے گئے اور انگریز وائسرائے ہند کو بھی اس خوشی میں شمولیت کے لیے باقاعدہ دعوت نامہ ریاست کی طرف سے بھیجا گیا مگر وائسرائے نے آنے سے معذرت کر لی یہی وجہ ہے جونا گڑھ میں یہ فقرہ زبان زد عام تھا کہ جونا گڑھ میں انسان ہونے کی بجائے کتا ہونا زیادہ خوشی کی بات ہے۔

﴿مولانا اسلم شیخوپوری کی کتاب خزینہ سے اقتباس﴾

5 جنوری 2010ء کی سردرات علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ نے دھند کی دبیز چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ہم لوگ سردی سے سمٹتے اور سکڑتے ہوئے دعا کررہے تھے کہ یااللہ! فلائٹ لیٹ نہ ہوجائے۔ دھند شدید تھی اور اکثر فلائٹس لیٹ ہورہی تھیں۔تھکن بھی خوب رنگ دکھا رہی تھی، دوپہر کواسلام آباد میں اکابر علماء کے ساتھ ایک میٹنگ میں شرکت کے بعد گاڑی پر لاہور کا طویل سفر کیا تھا۔لاہور پہنچ کر حسب معمول ہمارے جنوں نے چین نہ لینے دیا اور چند اہم معاملات کے سلسلے میں مصروفیت رہی۔ رات کے تین بجے ہم ایئرپورٹ پہنچے، قطر ائیرویز کی فلائٹ کا وقت 4:40 پر تھا اور ہمیں کم از کم ایک گھنٹہ لاؤنج میں گذارنا تھا۔فرصت کوغنیمت جان کر ہمراہیوں سے تعارف کا سلسلہ شروع کیا۔

یمن پہنچ کر صنعا ائیرپورٹ سے نکلے تو سیدھے شیلٹن ہوٹل کا رخ کیا۔کھانے سے فارغ ہوکر باقی دن کوئی خاص مصروفیت نہ رہی سوائے آرام کے! مغرب کے بعد پاکستان کے سفارت خانے میں بریفنگ میں شرکت کی اور بعد عشاء کے سفارت خانے کی طرف سے وفد کی اعزاز میں دیے گئے عشائیے کے بعد ہوٹل کی راہ لی۔

6 جنوری کوصنعاء چیمبر آف کامرس میں ہوئی میٹنگ میں شرکت کے بعد دوپہر کی صبح چائے پر یمن کے وزیر تجارت سے ملاقات ان کے دفتر میں ہوئی شام کوصنعاء کے تبلیغی مرکز میں حاضری ہوئی اور وہاں کے احباب سے تفصیلی ملاقات ہوئی بحمدللہ تعالی جماعت کا کام بہت منظم اوراحسن انداز میں جاری وساری ہے اللہ تعالی حاسدین کے حسد اورفتنہ پردازوں کے فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔

عشاء کے قریب صنعاء میں یمن کی شاید سب سے خوبصورت مسجد ''مسجد صالح'' جانا ہوا۔مسجد

جدید اور قدیم طرز تعمیر کا حسین امتزاج اور انجینئرنگ کا ایک شاہکار ہے اس مسجد کو جمہوریہ یمن کے صدر کی خصوصی ہدایت توجہ اورنگرانی میں تعمیر کیا گیا ہے۔خطیب صاحب سے تعارف ہوا اور کچھ دیر گفتگو رہی۔

7 جنوری کو ہمارا یمن میں آخری دن تھا اس دن کو ہم نے سیروسیاحت کیلیے وقف کرنے کا سوچا ہوا تھالہذا تمام ملاقاتوں اورمصروفیتوں کو برخواست کرکے سب سے پہلے ''مسجد علی،، کا رخ کیا بعد ازاں گائیڈ ہمیں اس تاریخی مقام پر لے گیا جو ہر لحاظ سے عبرت آموز ہے''غــرقة الـقـلیــس ''نامی جس جگہ پر ہم کھڑے تھے یہاں ایک بدبخت نے کعبۃ اللہ کے مقابلے میں ایک کنیسہ تعمیر کیا تھا۔جی ہاں! یادش بخیر! اس بدبخت کو دنیا ''ابرہہ'' کے نام سے جانتی ہے ابرہہ نے اسے اس مقصد کے لیے تعمیر کروایا تھا کہ لوگ کعبہ کی بجائے یہاں آئیں اور اس کا طواف کریں کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر لوگ اس کا طواف کیا کرتے الٹا ایک غیرت مند عرب نے رات کو جا کر اس کے اندر جگہ جگہ اپنے پیٹ کی بھڑاس نکالی اور صبح ہونے سے پہلے ابرھہ کی پہنچ سے دور نکل گیا۔

ابرھہ نے طیش میں آخر خانہ کعبہ کو نعوذ باللہ منہدم کرنے کے ارادے سے ہاتھیوں کے ایک لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کا رخ کیا اس کے بعد جو ہوا وہ رہتی دنیا تک درس عبرت بن کر رہے گا۔ ''غرقۃ القلیس'' نامی اس جگہ پر اب عمارت مکمل ختم ہوچکی ہے اور ایک کنواں سا ہے قد آدم دیواروں میں گھری ہوئی اس جگہ پر جنگلی گھاس اور جھاڑ جھنکار کثرت سے اگا ہوا تھا ہر اعتبار سے مرقع عبرت اس جگہ کافی دیر کھڑے چشم تصور سے ماضی کے دریچوں میں جھانکتے رہے۔

یمن کے لوگوں کی بودوباش خالص عربی معاشرے کی صحیح معنوں میں عکاس ہے مذہبی وابستگی علماء اور دینی شعائر کا حد درجہ احترام اور بے تکلفانہ صحرائی رویے! مہمان نوازی اور خوش اخلاقی میں اپنی مثال آپ جفاکشی اور سخت کوشی سے جی نہ چرانے والے غیرت مند اھل ایمان میں کوئی بات تو ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ''ایمان بھی یمن والوں کا اچھا ہے اور حکمت ودانائی بھی یمن کی بہتر ہے۔''

تقریباً ہر یمنی کے پاس خنجر موجود ہوتا ہے جو انہوں نے پیٹ پر باندھے ہوئے پٹے میں اڑسا ھوا ہوتا ہے اور یہ پٹہ کپڑوں کے اندر چھپا ہو نہیں ہوتا بلکہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ ہمیں یمنی اور افغانی لوگوں میں بے حد مماثلت نظر آئی۔ مذھبی غیرت، رسوم ورواج، ثقافت خور ونوش غرض یہ کہ ہر شے کافی حد تک ایک جیسی ہے۔

یمن کے لوگ نسوار کی طرح کی ایک چیز استعمال کرتے ہیں۔ اسے قات کہتے ہیں نسوار تو کوٹی ہوئی ہوتی ہے اور اس میں تمبا کو، راکھ، الائچی وغیرہ ڈالتے ہیں لیکن اہل یمن کی نسوار (اگر سے نسوار کہنا درست ہو!!!) ''قات'' میں ایسی کوئی ملاوٹ نہیں کی جاتی۔ قات ایک جھاڑی کا نام ہے جس کی ٹہنیوں کی لمبائی ۲ سے ۵ میٹر ہوتی ہے اس کے پتوں کو سکھا کر یمنی اپنے منہ میں رکھ کر جگالی کرتے رہتے ہیں۔ ''قات'' کا نباتاتی نام elastrus edulis ہے۔ اس کا اصلی وطن یمن اور حبشہ (ایتھوپیا) ہے اگرچہ کچھ مؤرخین ترکستان اور کچھ افغانستان بھی قرار دیتے ہیں۔ لیجئے! ایک اور مماثلت! ایک اور تعلق اور رشتہ افغانیوں اور یمنیوں میں!!!

یمن دیکھا یمن والے دیکھے، ایمان دیکھا ایمان والے دیکھے، سرزمین حکمت دیکھی حاملان حکمت دیکھے مگر یہاں سب لکھنے کا یارا نہیں کہ صفحات محدود اور اور ہماری مصروفیات اس سے سوا! انجام سفر بتائیں اور اجازت لیں آٹھ فروری کو ہم نے یمن کی سرزمین کو چھوڑا اور دیار حبیب ﷺ کو پرواز کی۔

ھمسائیگی

ایک بزرگ جو چوہوں کے ہاتھوں بڑے پریشان تھے دوستوں سے مشورہ کیا، تو انہوں نے بتایا آسان علاج یہ ہے کہ ایک بلی پال لیں، چوہے بھاگ جائیں گے، آپ نے فرمایا علاج تو موثر ہے لیکن چوہے بھاگ کر پڑوسیوں کے گھر چلے جائیں گے اور انہیں ناحق تکلیف ہوگی جب کہ رسول اکرم ﷺ نے پڑوسی کے بہت سارے حقوق بیان کئے ہیں لہذا میں خود تکلیف برداشت کرلوں گا مگر پڑوسیوں کو پریشان نہیں کرسکتا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں مسجد میں استاد تھا۔ پندرہ سال کا وہ لڑکا ہر روز مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھا کرتا تھا... چوری چھپے ہمیں تھوڑی تھوڑی دیر بعد دیکھتا رہتا تھا.. آج میں نے عشاء کی نماز کے بعد.. اس سے ملنے کا عزم کرلیا۔

"میرا نام طلحہ ہے مسجد میں پڑھاتا ہوں" میں نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔

"اور میرا نام عمار ہے" اس نے فوراً جواب دیا۔

"عمار! آپ کیا پڑھتے ہیں؟" میں نے بات بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نویں کلاس کا طالب علم ہوں اور قرآن پاک سے مجھے بہت محبت ہے" اس نے جواب دیا۔

میری حیرانی اور بڑھ گئی... بھلا اس آخری جملے کی کیا ضرورت تھی.. ؟! میں نے سوچا۔

"عمار! کیا آپ مغرب کے بعد فارغ ہوتے ہیں؟ اگر آپ مسجد میں پڑھنے آئیں گے تو ہمیں بہت خوشی ہوگی" میں نے مزید بات کو بڑھانا چاہا۔

"آں... ہاں.. قرآن پاک... مسجد... جی... جی.. ضرور... ان شاءاللہ میں آؤں گا" اس نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"تب.. ہم کل ملیں گے" میں الوداعی سلام کرتے ہوئے مسجد سے باہر نکل آیا۔

ساری رات میں اُس عجیب سے لڑکے کے بارے میں سوچتا ہی رہا لیکن کچھ سمجھ نہ آیا... آخرکار نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا..

دن گزرتے رہے.. عمار مسجد میں روز آتا رہا.. بہت محنتی تھا وہ... اس نے سب کو بہت پسند کیا... اور سب نے اس سے محبت کی.. قرآن پاک ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا... بہت اچھی

عادات کا مالک تھا وہ . . . صرف ایک چیز ہمیں بہت عجیب لگی اس میں . . . اسکی گہری
سوچیں... کبھی کبھار ایسا لگتا کہ اسکا جسم تو ہمارے ساتھ ہے لیکن اس کی روح... کسی اور دنیا
میں تیرتی پھر رہی ہے... ایک دن میں اسے سمندر کی سیر کروانے لے گیا... شاید کہ اس کی دل کی
بات سمندر کے دل کی بات سے جا ملے.. ہم سمندر پر پہنچے... اسکے کنارے پر ٹہل قدمی کرنے
لگے... رات کا وقت تھا... چاند چمک رہا تھا... عجیب سماں تھا... آسمان کا اندھیرا... سمندر کے
اندھیروں سے مل رہا تھا.. اور چاند کی روشنی... ان دونوں کے درمیان حیران کھڑی تھی۔

سفید چاند کی پرسکون خاموش روشنی.. اس خاموش سمندر کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی...
میں اس خاموش لڑکے کے سامنے کھڑا ہو گیا.. ہر طرف خاموشی تھی... خاموشی ہی خاموشی.. کوئی
آواز نہیں... سوائے خاموشی کی آواز کے... اور اچانک... اس پرسکون خاموشی میں... عمار کے
رونے کی آواز سنائی دینے لگی.. عمار پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا... میں اُسے چپ کروا کر رونے کی
لذت توڑنا نہیں چاہتا تھا... شاید کہ اسے اسی میں راحت ملے اور اس کا غم ہلکا ہو جائے۔

چند لمحوں بعد... وہ روتے روتے بولا:

"میں آپ سے محبت کرتا ہوں.. سر طلحہ!! میں قرآن سے محبت کرتا ہوں... اور قرآن
والوں سے محبت کرتا ہوں . . نیک لوگوں سے . . . پاکیزہ روحوں . . سے محبت کرتا ہوں
لیکن... میرے والد صاحب... والد".. اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

" آپکے والد صاحب.. عمار!! ان کو کیا مسئلہ ہے؟" میں نے نہایت پیار سے پوچھا۔

"میرے والد صاحب... وہ مجھے آپ لوگوں سے ڈراتے ہیں.. نفرت کرتے ہیں
آپ لوگوں سے... جھوٹی کہانیاں سناتے ہیں آپ لوگوں کے بارے میں... اور مجھے بھی آپ کی
وجہ سے نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں... لیکن... جب میں آپ لوگوں کو مسجد میں قرآن پڑھتے
ہوئے دیکھتا ہوں.. مجھے آپکے چہروں پر نور کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا... روشنی ہی روشنی نظر آتی
ہے... آپکے لباس میں نور... آپکی باتوں سے نور ٹپکتا ہے... سر طلحہ..!! یاد ہے.. یاد ہے وہ

دن..؟ جب آپ عشاء کے بعد میرے پاس آئے تھے.. میں کتنے عرصے سے آپ کا انتظار کر رہا
تھا کہ آپ آئیں.. میری روح کر پکڑ کر اپنی روحوں کے ساتھ لٹکا دیں.. عفت اور پاکیزگی کی دنیا
میں... نور اور استقامت کی دنیا میں... آپ کے کہنے پر میں نے مسجد میں قرآن پڑھنے کے لے
داخلہ لیا۔ میں نے بہت محنت کی.. سونا چھوڑ دیا.. دن رات قرآن کے ساتھ گزارتا تھا... لیکن
...جب میرے والد نے یہ تبدیلی محسوس کی.. اور کسی کے ذریعے پتا کروایا کہ میں نے مسجد میں
داخلہ لے لیا ہے اور مولویوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا ہے... تو..!!

اس رات... وہ اندھیری رات... کاش وہ رات میری زندگی میں نہ آتی... جب ہم
رات کو والد صاحب کا انتظار کر رہے تھے.. ہر روز کی طرح رات کا کھانا کھانے کے لیے.. وہ اپنے
اندھیر چہرے کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے.. کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے.. ہر کوئی خاموش تھا.. ہمیشہ
کی طرح.. ان کی موجودگی میں کوئی بات کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا.. اس پرسکون ماحول میں ان
کی آواز بجلی کی طرح کڑکی...

"عمار..!! میں نے سنا ہے کہ تم مولویوں سے میل جول رکھنے لگ گئے ہو..؟" انہوں
نے مجھے گھورتے ہوئے پوچھا۔

میری زبان کو تالے لگ گئے.. دل دھک دھک کرنے لگا.. بولنے کی کوشش کی تو کلمات
گڈ مڈ ہونے لگے.. لیکن انہیں کون سا میرے جواب کا انتظار تھا... چائے کا تھرماس اٹھایا اور
میرے منہ پر پھینک مارا.. میری آنکھوں کے سامنے تارے آ گئے، زمین پر گر گیا۔ میری امی جان
نے مجھے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ اپنی امی کے نرم و گرم ہاتھوں میں آ کر تھوڑا سا بے ہوشی سے افاقہ ہوا۔

اپنی مختصر سی کہانی سناتے ہوئے پتا نہیں اس کی آنکھوں سے کتنے خاموش آنسو نکلے..
میری سمجھ نہیں آ رہا تھا کن الفاظ سے اسے حوصلہ دوں... اے اللہ!! اتنا دکھ اتنے چھوٹے سے لڑکے
کے سینے میں!!! کیا میں اس ظالم باپ پر حیران ہوں...؟ جس کا دل رحمت کے معانی سے خالی
تھا.. اور.. جس کے دل میں سختیوں کے علاوہ کچھ نہ تھا.. کیا میں اس صابر بچے پر حیران ہوں.. یا

میں ان دونوں پر حیران ہوں..؟

آخر میں نے حوصلہ کرتے ہوئے اس لڑکے کے کندھے پر ہاتھ رکھا.. اسکے آنسوؤں کو صاف کیا... اس کے لیے دعا کی.. اسے اپنے والد سے نیکی کی نصیحت کی.. ان کے ظلم پر صبر کی نصیحت کی.. اور اس سے وعدہ کیا کہ میں اسکے باپ کے پاس ضرور جاؤنگا.. محبت سے بات کرونگا... شاید کہ میری باتوں سے ان کا دل نرم ہوجائے۔ پھر ہم واپسی کے لیے چل دیے۔

میں سوچتا رہتا کہ کس طرح عمار کے والد سے بات کروں گا..؟ اپنا تعارف کیسے کرواؤں گا؟ آخر کار... ایک دن میں نے اپنی قوت جمع کی اور عمار کے گھر کی طرف چل پڑا.. کانپتے ہوئے ہاتھوں سے بیل بجائی... پھر دروازہ کھلا.. اور وہی سخت ترش رو چہرہ! میں ہلکا سا مسکرایا کہ شاید وہ اپنی غضب ناک آنکھیں مجھ پر سے ہٹالے.. اور اس سے پہلے کہ میں کچھ بولتا.. اس نے میرا گریبان پکڑلیا..:"تو ہی وہ مولوی ہے نا جو عمار کو پڑھاتا ہے؟"

"آ.. آں... ہاں.. ہاں جی" میں نے بمشکل جواب دیا۔

"اگر میں نے آج کے بعد اس کے ساتھ پھرتا ہوا دیکھ لیا تو ٹانگیں توڑ دونگا.. اور.. سن !! عمار آج کے بعد کبھی نہیں آئے گا".. یہ کہتے ہی اس نے اپنے منہ سے سارا تھوک جمع کر کے.. اللہ کے اس فقیر بندے کے منہ پر پھینک کر دروازہ بند کر لیا... جس چیز سے اس نے میری مہمان نوازی کی تھی اسے میں نے اپنے منہ سے صاف کیا اور اپنے آپ کو حوصلہ دیتے ہوئے واپسی کی راہ لی... اسی طرح دن گزرتے گئے.. مہینے گزرتے گئے لیکن عمار کبھی نہ آیا۔ ہم اس کے لیے دعا مانگتے رہے۔

اور پھر ہم اسے اس اندھیر دنیا میں بھول گئے... کتنے سال گزر گئے.. اور ایک رات.. عشاء کے بعد... وہی سخت ہاتھ ... میرے کندھے پکڑتا ہے.. آہ... یہ تو وہی ہاتھ ہے جس نے چندسال پہلے میرا گریبان کھینچا تھا... آہ.. یہ تو وہی چہرہ ہے جس نے چندسال پہلے میری مہمان نوازی کی تھی... تھوک پھینک کر! لیکن یہ تو بدلا ہوا ہے... ترش رو اور سخت چہرہ... انکساری سے جھکا ہو تھا... غصہ والی زبان...... خاموش ہو چکی تھی... جسم کو دکھوں نے بوڑھا کر دیا تھا...

"خوش آمدید.. چچاجان!!" میں نے ان کا استقبال کیا۔

لیکن جواب میں... وہ ... بچوں کی طرح رونے لگا.. سبحان اللہ...! اللہ کی قدرت..!! میں نے کبھی نہ سوچا تھا کہ یہ پہاڑ کبھی اتنا نرم بھی بن جائے گا۔

"بولیے چچاجان.. کہیے.. کیا ہوا..؟ عمار کیسا ہے؟"

عمار..!! یہ سوال پوچھ کر میں نے تو جیسے ان کے سینے میں خنجر مار دیا

"بیٹے!! عمار اب وہ عمار نہیں رہا جسے تم جانتے تھے... وہ عمار نہیں جو محبت کرنے والا تھا... جب سے میں نے اُسے تمہارے پاس آنے سے منع کیا اس نے برے لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا... سگریٹ پینا شروع کر دی... میں نے اسے بہت مارا.. بہت گالیاں دیں.. لیکن .. اس کا جسم مار کھانے کا عادی ہو چکا تھا... گالیاں سننا اس کا معمول بن چکا تھا۔ اسے سکول سے نکال دیا گیا.. پھر تو اس نے گھر کا چکر بھی لگانا چھوڑ دیا.. اسکی باتیں پہلی جیسی نہ رہیں... اسکا چہرہ وہ چہرہ نہ رہا... وہ روشن سفید چہرہ... گناہوں سے کالا ہو گیا... وہ شرمسار صاف آنکھیں... آگ کی طرح سرخ رہنے لگیں.. ایسا لگتا کہ جو وہ برائیاں کرتا ہے، اللہ اس کا بدلہ آخرت میں دینے کی بجائے اس کی آنکھوں پر اتار دیتا ہے۔" یہ کہہ کر وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئے..

پھر خود ہی اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولے..

"طلحہ..!! میرے عزیز بیٹے..!! میری ایک ہی گزارش ہے تم سے.. اللہ کے لیے عمار کے پاس جاؤ.. اسے اپنے ساتھ لے آؤ.. وہ تو تم سے محبت کرتا تھا.. مجھے بس اپنا عمار چاہیے... پہلے والا عمار" یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگ گئے۔

"اے چچا..! آپ نے یہ کھیتی بوئی تھی... اور آج آپ اسے کاٹ رہے ہیں.. لیکن پھر بھی... میں کوشش کروں گا..."

بوڑھی آنکھوں میں امید کی کرن چمکی اور میں اپنے آنسو چھپانے کی خاطر پلٹ کر چل دیا۔

محترم مولانا صاحب!

السلام علیکم!

اس وقت میں تین بچوں کی ماں ہوں اور الحمدللہ ہمارا سارا گھرانہ دیندار ہے ہمارے گھر میں اس دور میں بھی نہ تو ٹی وی ہے اور نہ ہی کیبل۔ میرا بڑا بچہ قرآن کریم حفظ کر رہا ہے میں نے پوچھنا یہ تھا کہ شادی سے پہلے میری جو نمازیں رہ گئیں میں ان کو کیسے ادا کروں گی؟ میری بعض بہنیں (شب برات، شب قدر) میں ایک نماز ادا کر کے مجھ سے کہتی ہیں کہ ہماری ساری زندگی کی جو نمازیں رہ گئیں تھیں وہ ادا ہو گئیں کیا (شب برات، شب قدر) میں ایک نماز ادا کر لینے سے تمام چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں؟

(روبینہ طلعت، چترال)

جواب: اصل نماز وہی ہے جو وقت پر پڑھی جائے لیکن وقت میں نہ پڑھ سکیں تو معاف نہیں ہو جاتی بلکہ ذمے میں فرض رہتی ہے بعد میں پڑھنے کو قضاء کہتے ہیں غفلت کی وجہ سے بعض لوگوں کی بلوغ کے بعد سے کئی کئی سالوں کی نمازیں رہ گئی ہوتی ہیں ان کو قضاء کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سوچ و بچار کر کے پہلے اندازہ قائم کریں کہ اتنے دنوں کی نمازیں رہتی ہیں اور لکھ لیں پھر ہر وقتی نماز کے ساتھ ایک گزشتہ قضاء پڑھ لیں وقتی فجر کے ساتھ گذشتہ ایک فجر، ظہر کے ساتھ ظہر اور اسی طرح نوافل پر ان گذشتہ فرض نمازوں کو ترجیح دیں یعنی تہجد، اشراق کا معمول ہے تو ان نوافل کی جگہ بھی گزشتہ قضا نمازیں پڑھیں۔

اسی طرح گزشتہ کئی سالوں کی نمازیں قضا پڑھنے کی صورت میں دن تاریخ

headertif not found.

کی تعیین کے ساتھ نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں نیت کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں پہلی پڑھتی ہوں جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے پہلی پڑھتی ہوں اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے اگلی پہلی بن چکی ہوگی اس طرح اپنی بلوغت کے بعد کی رہی ہوئی نمازوں کی قضا پڑھتی ہوں، دراصل یہی قضاءِ عمری ہے باقی عوام میں جو قضاءِ عمری کا تصور ہے کہ فضیلت والی رات شب برأت شب قدر میں ایک نماز پڑھ کر سب نمازوں سے عہدہ برآ ہونا، یہ غلط تصور ہے قضا شدہ نماز پڑھے بغیر توبہ استغفار کافی نہیں توبہ بروقت نہ پڑھنے پر ہوگی اور قضا اپنی جگہ ضروری ہے۔

باقی آپ کی جو بہنیں آپ کو آ کر یہ کہہ دیتی ہیں کہ ایک نماز ادا کرنے سے ساری ادا ہو گئیں وہ سخت غلطی اور جہالت میں ہیں۔ آپ ان کو بھی شریعت کا یہ مسئلہ سمجھا دیں کہ جتنی نمازیں قضا ہیں سب کو ادا کرنے سے ادا ہونگی صرف ایک نماز ادا کرنے سے ساری نمازوں سے چھٹکارا نہیں ہوگا۔

مناجات

بھٹک رہی ہوں مجھے سیدھی راہ پر کر دے — برے عمل سے تو یارب مجھے جدا کر دے
گناہگار ہوں مجھ کو تو پارسا کر دے — جو بارگاہ میں تیری قبول ہو جائے
گزر گئی ہے میری عمر خواب غفلت میں — مجھے وہ سجدے کی توفیق تو عطا کر دے
یہ زندگی جو ہے باقی تو پھر ضیاء کر دے — مال و زر کی طلب ہے نہ تخت شاہی کی
میری زبان کو میرے قلب اور سینے کو — در حبیب کا مجھ کو تو بس گدا کر دے
تو اپنے ذکر کی لذت سے آشنا کر دے — تیرے حضور میں کرتی ہے عرض یہ کوثر
عمل دے ایسا کہ جس میں کوئی فریب نہ ہو — معاف تو یارب ہر ایک خطا کر دے

انتخاب: اقصی اشفاق، عبدالحکیم

میرے اور آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے ہر فعل میں غور وفکر کیا کرو میرا خیال ہے اگر انسان غور وفکر کرنا شروع کر دے تو وہ کبھی بھی اللہ کی محبت سے غافل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی جہنم میں جا سکتا ہے کیونکہ جب انسان کسی چیز کو غور سے دیکھتا ہے یا غور سے پڑھتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ وہ اس سبق میں یا اس کام میں غلطی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرئے گا اور جب غلطی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے تو کامیابی اس کا مقدر ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ انسان کو ہر کام میں غور وفکر ضرور کرنا چاہیے کیونکہ مومنین کا غور وفکر کرنا اللہ کی قربت کا ذریعہ اور باعث ہے

مثلاً جب ہمارے امتحان نزدیک ہوتے ہیں تو ہم اپنے اساتذہ کرام سے کہتے ہیں کہ آپ سبق بند کروا دیں تا کہ ہم اچھے طریقہ سے تیاری کر لیں اور ہم جان مار کر محنت کرتے ہیں اس کے بعد ہمارے پیپر ہوتے ہیں اور ہمیں اپنے پیپروں سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہمارا رزلٹ کیا ہوگا؟ اس کے باوجود ہم رزلٹ والے دن بے چین ہوتے ہیں گھر میں ماں باپ سے کہتے ہیں ہمارے لیے دعا کرنا ہمارا آج رزلٹ ہے خود نوافل پڑھتے ہیں کہ ہم اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں رزلٹ آنے سے پہلے ہماری دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں کوئی چیز اچھی نہیں لگتی جسم کپکپا رہا ہوتا ہے۔

سوچو! دنیا کے امتحان میں ہماری یہ حالت ہے تو آخرت میں ہماری کیا حالت ہوگی؟ اگر اس دنیا کے امتحان میں غور کریں کہ اس امتحان میں ہماری یہ حالت ہے تو قیامت کے دن جب ہم اپنے رب العزت کے سامنے حاضر ہوں گے اور ہمارے نامہ اعمال ہمارے ہاتھوں میں تھما دیے جائیں گے تو اس دن، اس وقت ہماری کیا حالت ہوگی؟ جبکہ اس دن ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا ہوگا کہ ہماری ایک نماز یا ایک روزہ یا دوسرے عبادات کے بدلے میں اللہ

تعالی نے ہمیں کتنا اجر دیا ہے؟ قبول بھی ہوا ہے یا نہیں؟ ہمارے نامہ اعمال میں کتنی نیکیاں ہیں اور کتنے گناہ ہیں؟

ایک طرف دنیا کا امتحان ہو تو ہم محنت کرتے ہیں اس کے باوجود ہمارے جسم کپکپا رہے ہوتے ہیں ایک انجانا سا خوف ہمارے سکون کو برباد کر دیتا ہے اور ایک طرف آخرت کا امتحان ہے جو فائنل امتحان ہے جس میں یہ بھی گنجائش نہیں کہ اگر کسی احکام میں کوئی سپلی آ گئی تو اس کو دوبارہ دے کر کامیاب ہو جائیں گے اس کے باوجود ہم اس کی طرف رجوع نہیں کرتے آخرت کی تیاری نہیں کرتے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے

اے مری بہنو! ذرا غور کرو ہمارا کیا انجام ہوگا؟ ہم کیسے کامیاب ہوں گے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! اپنے پیٹ کے تیسرے حصے میں کھایا کر تیسرے حصہ میں پانی پیا کر اور تیسرا حصہ ان سانسوں کے لیے چھوڑ دیا کر جس میں تو آخرت کی باتوں پر اپنے انجام پر اور اپنے اعمال پر غور وفکر کر سکے۔''

دنیا کی عجیب مثال: امام غزالیؒ فرماتے ہیں ایک آدمی جا رہا تھا ایک شیر اس کے پیچھے بھاگا اس کے قریب کوئی بھی درخت نہیں تھا کہ جس پر وہ چڑھ جاتا اسے ایک کنواں نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ میں کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہوں، جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی کنویں سے باہر نکل آؤں گا۔ جب اس نے نیچے چھلانگ لگانے کے لیے دیکھا تو کنویں میں پانی کے اوپر ایک کالا سانپ تیرتا ہوا نظر آیا۔ اب پیچھے شیر تھا اور نیچے کنویں میں کالا سانپ وہ اور زیادہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں؟ اسے کنویں کی دیوار پر کچھ گھاس اگی ہوئی نظر آئی اس نے سوچا کہ اس میں گھاس کو پکڑ کر لٹک جاتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی باہر نکل آؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ ایک کالا اور سفید چوہا دونوں اسی گھاس کو کاٹ رہے ہیں جس گھاس کو پکڑ کر وہ لٹک رہا تھا اب اسے اور زیادہ پریشانی ہوئی اس پریشانی کے عالم میں جب اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے قریب ہی شہد کی مکھیوں کا ایک چھتہ نظر آیا اس پر مکھیاں تو نہیں تھیں مگر وہ شہد سے بھرا ہوا تھا۔ یہ چھتہ دیکھ کر اسے خیال

آیا کہ ذرا دیکھوں تو سہی اس میں کیا شہد ہے؟ چنانچہ اس نے ایک ہاتھ سے گھاس کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی پر جب شہد لگا کر چکھا تو اسے بڑا مزا آیا اب وہ اسے چاٹنے میں مشغول ہو گیا اسے شیر یاد رہا نہ سانپ یاد رہا اور نہ ہی چوہے سوچیں اس کا انجام کیا ہوگا؟

اے دوست! تیری مثال اسی انسان کی سی ہے ملک الموت شیر کی مانند تیرے پیچھے لگا ہوا ہے قبر کا عذاب اس سانپ کی صورت میں تیرے انتظار میں ہے کالا اور سفید چوہا یہ تیری زندگی کے دن اور رات ہیں اور یہ شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں جن سے لطف اندوز ہونے میں تو لگا ہوا ہے تجھے کچھ یاد نہیں!!!! سوچ کہ تیرا کیا انجام ہوگا؟ واقعی بات یہی ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں میں پھنس کر اپنے رب کو ناراض کر لیتا ہے کوئی کھانے پینے کی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے اور کوئی اچھے عہدے اور شہرت کی لذت میں پھنسا ہوا ہے کوئی اچھے عہدے اور شہرت کی لذت میں پھنسا ہوا ہے یہی لذتیں انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہیں اور غفلت انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

گستاخ رسول کا عبرتناک انجام

حضور ﷺ نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی بھیجا کہ اسے میرے بلا لاؤ قاصد نے اس کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں کہنے لگا رسول اللہ ﷺ کون ہے؟ اور اللہ کیا چیز ہے؟ سونا کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا؟ العیاذ باللہ۔ تین مرتبہ یہ گفتگو کی۔ تیسری مرتبہ جب وہ گستاخانہ کلمات کہہ رہا تھا۔ ایک بادل اٹھا فوراً بجلی گری اور اس کی کھوپڑی سے سر جدا کر دیا۔

بعض روایات میں ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ''ہم اسلام لاتے ہیں بشرطیکہ آپ ﷺ کے بعد خلافت ہم کو ملے۔'' آپ ﷺ نے انکار فرمایا دونوں یہ کہہ کر اٹھے کہ ''ہم مدینہ کی وادی کو آپ ﷺ کے مقابلے میں پیدل اور سواروں سے بھر دیں گے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو روک دے گا اور انصار مدینہ روکیں گے وہ دونوں چلے گئے راستے میں اربد پر بجلی گری اور عامر طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا۔

انتخاب: فوزیہ الشاشی، مانسہرہ

بادام کا شربت

اجزاء:

بادام کی گری عمدہ قسم کی............................آدھا کلو

چینی...ڈیڑھ کلو

الائچی چھوٹی.................................. بارہ عدد

پانی... ایک کلو

ترکیب:

بادام کی گری ایک دن پہلے پانی میں بھگو دیں اور دوسرے دن چھیل کر سِل پر باریک پیس لیں پھر اس میں تھوڑا پانی ڈال کر نتھار کر پھر سے باریک پیس لیں اس طرح چار مرتبہ کرنے سے بادام سارے پس جائیں گے اگر تھوڑا بہت موٹا بادام رہ بھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

اب ویسے پسے ہوئے بادام چینی اور پانی ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں جب قوام تیار ہو جائے تو الائچی بھی باریک پیس کر اس میں شامل کریں اور اس کو گاڑھا ہونے دیں یہ شربت کافی گاڑھا ہوتا ہے اسے اتار کر ٹھنڈا ہونے پر کسی مرتبان میں ڈال لیں اور دو چمچے ایک گلاس میں ڈال کر پانی یا دودھ میں ڈال کر نوش فرمائیں۔ بہت ہی لذیذ اور دل و دماغ کے لیے مفید ہوتا ہے۔

میں اپنے گھر سے پڑھنے کے لیے آ رہی تھی اچانک ہی میں نے اس طرف دیکھا جہاں لوگوں کا اکثر ہی رش رہتا تھا۔ میں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو اچانک پھسلنے کی وجہ سے سجدہ کی حالت میں گری اور دیکھئے! ہماری نوجوان نسل کا حال وہ تقریباً ۲ منٹ تک اسی حالت میں رہی مگر کسی نے اسے اٹھانے کی زحمت نہ کی پھر ایک معصوم سا بچہ دوڑتا ہوا آیا اور ان کو سہارا دے کر کھڑا کیا اور ان کی وہ چیزیں جو زمین پر گری پڑی تھیں، وہ اٹھا کر اس بوڑھی اماں کو دیں تو مجھے رشک ہوا اس ماں پر جس کا وہ بچہ تھا میں اس تربیت یافتہ بچہ کو کافی دیر دیکھتی رہی اور افسوس ہوا تو نوجوان نسل پر کہ کیا اتنا غرور ہے ان کو اپنی جوانی پر کہ وہ ایک ماں کو سہارا نہیں دے سکتے، کیا اس قدر بے حسی کی فضا چل پڑی ہے کہ اگر کوئی لاغر اور کمزور ماں کہیں گر پڑے تو اسے نہ اٹھایا جائے کیا حالات اس ڈگر پر آ چکے ہیں کہ اب انسان کی انسان کو ضرورت باقی نہیں رہی؟ جن ماؤں نے مہینوں اپنے پیٹوں میں ان کو اٹھائے رکھا اور بچپن سے لے کر اس عمر تک بھی ان کی دیکھ بھال کی اگر وہ ماں ٹھوکر کھا کر گر جائے تو اس کو کوئی اٹھانے والا نہ ملے اف اللہ! یہ میرا مشاہدہ تھا نجانے کتنے واقعات اس طرح کے روزانہ رونما ہوتے ہوں گے اور میری کتنی مائیں ٹھوکر کھا کر گر پڑتی ہوں لیکن ان کو کوئی نہیں اٹھاتا ہوگا اور دیکھ کر اجنبیوں کی طرح لوگ گزر جاتے ہوں گے اور مائیں خود زمین پر سہارا لے کر اٹھ کھڑی ہوتی ہوں گی۔ آج کل اپنے بیٹے اپنا خون جن پر ماں اپنا سب کچھ وار دیتی ہے وہ اپنی بیوی کے سامنے اپنی جنت کو بھلا دیتے ہیں ان کے احسانات کو بھلا دیتے ہیں۔ ہائے افسوس! اس قوم پر جو اک ماں کو سہارا نہیں دے سکتی کہاں ہیں وہ دعوے جن کو طوطوں کی طرح رٹا کرتے تھے۔

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا — دردمندوں سے، ضعیفوں سے محبت کرنا

خواب اور انکی تعبیر

مولانا عابد جمشید

خواب:

مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ: چند دن پہلے میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے ابو کے ساتھ کھڑی ہوئی ہوں اور میرے تایا جان بھی وہاں موجود ہیں اور میرے ابو سے بات کر رہے ہیں۔ اتنے میں کچھ کتے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کر دیتے ہیں۔ میں بھاگنا چاہتی ہوں لیکن وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اس کو زخمی کر دیتے ہیں، حتیٰ کہ ہاتھ سے گوشت الگ ہو جاتا ہے۔ میں اسی تکلیف کی کیفیت میں دیکھتی ہوں کہ میرے ہاتھ کا رنگ سبز ہو گیا ہے۔ میرے والد اسے دیکھ کر کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا، کوئی ضرورت نہیں ڈاکٹر کے پاس جانے کی۔ لیکن پھر جب تکلیف بڑھتی ہے تو میں اپنی ایک کزن کے ساتھ ہسپتال چلی جاتی ہوں۔

سدرہ احسان، قصور

تعبیر: فکرمند نہ ہوں، یہ محض شیطانی وساوس ہیں جن کا مقصد اعمال صالحہ کی طرف سے توجہ ہٹانا اور گناہوں کی طرف رغبت پیدا کرنا ہے۔ دنیاوی زیب وزینت کی طرف توجہ کم کیجیے اور آخرت کی کامیابی کی طرف دھیان لگائے رکھیے۔ آپ کے خواب کی یہی تعبیر ہے، ان پریشان کن خوابوں کی وجہ سے اپنے دینی اور روزمرہ کے معمولات میں خلل نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائیں۔

خواب:

میں نے چند دن پہلے خواب دیکھا کہ میں اپنے گھر والوں کو بغیر بتائے باہر نکل گئی ہوں۔ راستے میں مجھے ایک سہیلی اپنے گھر بلاتی ہے (مولانا صاحب! میری اس سہیلی کے انتقال کو

تقریباً ایک سال ہو چکا ہے) میں اس کے قریب جاتی ہوں تو وہ مجھے اندر آنے کے لیے کہتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ نہیں مجھے جانا ہے لیکن وہ مجھے زبردستی اندر لیجاتی ہے۔ اندر کئی اور بھی لوگ تھے جو کہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہاں جانے کی تیاری ہے اس نے کہا شادی میں۔ اس نے اپنا لباس بھی مجھے دکھایا جو سبز رنگ کا تھا۔ پھر ایک اور سہیلی نے مجھے آواز دی اور وہ بھی اندر آ گئی اتنے میں میں نے اپنے والد صاحب کی آواز سنی، وہ مجھے ڈھونڈ رہے تھے۔ میں جلدی سے باہر آئی تو انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اور کہنے لگے کہ آئندہ بغیر بتائے کہیں نہ جانا۔

ثمینہ ماجد، سیالکوٹ

تعبیر: اس خواب میں آپ کی سہیلی کے مرنے کے بعد اچھی حالت میں ہونے کی طرف اشارہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی سہیلی کے ساتھ اپنے خصوصی فضل و کرم والا معاملہ فرمایا ہے۔ دوسری بات اس خواب سے یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ کے اندر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کچھ کمی موجود ہے۔ یوں سمجھیں کہ آپ کی سہیلی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے کہ تم بھی دنیا کے بجائے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر کرو اور نماز، ذکر، تلاوت، استغفار، وغیرہ میں وقت گذارو، کیونکہ یہ دنیاوی زندگی ایک دن بہرحال ختم ہونے والی ہے۔

خواب:

میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری والدہ محترمہ کے ہاں بچی کی پیدائش ہوئی ہے حالانکہ میری والدہ کے انتقال کو تقریباً نو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ برائے کرم اس کی تعبیر بتائیں۔

ذیشان، مانسہرہ

تعبیر: آپ کی والدہ محترمہ الحمد للہ اچھی حالت میں ہیں اور ان کی برکت سے آپ لوگوں کو دینی کے ساتھ ساتھ دنیاوی فوائد بھی ان شاء اللہ حاصل ہوں گے۔ آپ اپنی بہنوں سے حسن سلوک کا اہتمام کریں اور والدہ کو ایصال ثواب کرتے رہا کریں۔

headertif not found

کوئز مقابلہ

۱: کون سے تیمّم سے نماز پڑھنا درست نہیں؟

۲: وہ کون سی سنت ہے جو فرض کا قائم مقام ہے اور اس کو ادا کرنے سے انسان کے ذمہ فرض ساقط ہو جاتا ہے؟

۳: کیا آپ لاہور کی اس مسجد کا نام جانتی ہیں جس کی تعمیر میں خود علامہ اقبال مرحوم بھی شریک رہے؟

۴: عشرہ مبشرہ کون سے دس صحابیؓ ہیں ان کے نام بتا دیں؟

۵: کاتبین وحی میں سے مشہور آٹھ صحابیوںؓ کے نام بتائیں؟

۶: اس پرندے کا نام بتائیں جو جتنی رفتار سے سیدھا اڑتا ہے اسی رفتار سے پیچھے کی طرف بھی اڑتا ہے اور یہ کہاں پایا جاتا ہے؟

۷: ریڈار کسے کہتے ہیں اور اس کا موجد کون ہے؟

۸: آسٹریلیا کا سب سے لمبا دریا کون سا ہے؟ اس کی لمبائی کتنے میل ہے؟

۹: اس شخص کا نام بتائیں جس نے دس سال سے زائد عرصے تک روضہ رسول ﷺ کے سائے میں حدیث شریف کا درس دیا ہے امام مالک کے علاوہ؟

۱۰: کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون سا بادشاہ تھا جو خود قرآن کریم لکھ کر اور ٹوپیاں بن کر اپنا گزر اوقات کیا کرتا تھا؟

اس ماہ کی ہماری ونر ہیں **ام حذیفہ** ''سرگودھا''، جنہوں نے 10 میں سے 9 سوالوں کے صحیح جوابات دیے، ادارہ ماہنامہ بنات اہلسنت ان کو اس محنت پر مبارکباد دیتا ہے اور حسب وعدہ انعامی کتب بھی ارسال کر رہا ہے۔

سابقہ سوالات کے جوابات :

1: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ   2: اسلم کمال   3: cosmology

4: Baikal   5: 67.67 میٹر، 203 فٹ، 2436 انچ

6: الطاف حسین حالی   7: طارق بن زیاد   8: لاہور   9: علامہ ظفر احمد عثمانی

10: تھر

اہم اعلان :

کوئز مقابلہ میں شریک ہونے والوں سے التماس ہے کہ وہ کوپن برائے کوئز مقابلہ کو ضرور پر کریں اور سوالوں کے جوابات الگ صفحے پر بھی ہوں تو بھی کوپن کو ساتھ ضرور لگائیں بصورت دیگر آپ کوئز مقابلہ سے خارج سمجھے جائیں گے اور واپسی پتہ اندر والے کاغذ پر صاف ستھرا لکھ کر بھیجیں۔

نوٹ : 15 اپریل 2010 تک جوابات کا پہنچانا ضروری ہے ورنہ آپ قرعہ اندازی میں شامل نہیں ہو سکتے۔

ظالم کے ظلم سے محفوظ رہنے کا عمل :

اگر کسی ظالم کی طرف سے ظلم و زیادتی کا خطرہ ہو تو درج ذیل باتوں پر عمل کریں۔

1: صدقہ کا اہتمام کریں احادیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آفات اور مصیبتوں سے بچاؤ کا بہترین طریقہ صدقہ کرنا ہے صدقہ کی برکت سے آنے والی مشکلات مصیبتیں اور آفات اللہ تعالیٰ کے حکم اور فضل و کرم سے ٹل جاتی ہیں۔

2: استغفار کی کثرت کریں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں، برے اعمال اور کوتاہیوں کی معافی طلب کریں۔

3: اپنے ماتحتوں اور کمزوروں کے ساتھ مہربانی، نرمی اور شفقت والا معاملہ کریں۔ اہل زمین پر رحم کرنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ مہربان ہوتے ہیں۔

4: درج ذیل دعا کو کثرت سے پڑھا کریں اس کی برکت سے ظالموں اور شریروں کے شر اور ظلم و ستم سے بچاؤ رہے گا۔

”اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ مَّامِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّاھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَااِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآاُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَیْکُمْ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْماً غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًااِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۔“

حاکم کے شر سے حفاظت :

اگر کسی حاکم یا بالادست شخص کے پاس کسی کام کے لیے جانا ہو اور اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو درج ذیل اعمال کا اہتمام کریں :

اس شخص کے سامنے جانے سے پہلے کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ o عٓسٓقٓ اس ترتیب سے پڑھیں کہ ہر حرف پر ایک انگلی بند کرتے جائے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ابتداء کریں جب چھوٹی انگلی پر پہنچیں تو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کریں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ابتداء ہوگی اور اختتام بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ہوگا۔

کٓھٰیٰعٓصٓ دائیں ہاتھ پر اور حٰمٓ o عٓسٓقٓ بائیں ہاتھ پر پڑھا جائے گا دونوں الفاظ میں کل دس حروف ہیں۔ جب ساری انگلیاں بند ہو جائیں تو اپنے دل میں سورہ فیل (اَلَــــــمْ تَـرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ) پڑھیں جب لفظ تَرْمِیْھِمْ پر پہنچیں تو اسے دس مرتبہ پڑھیں اور ہر بار ایک ایک بند انگلی کھولتی جائیں اللہ کے فضل وکرم سے اس عمل کے بعد اس حاکم یا افسر کے شر سے حفاظت رہے گی۔

کوشش کریں کہ ہر وقت باوضو رہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”اَلْوُضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ“

وضو مومن کا ہتھیار ہے۔

یاد رکھیے! کہ باوضو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہے اور اس پناہ سے بڑی پناہ کوئی نہیں۔

اٹھتے بیٹھتے ہر وقت: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا ورد کرتے رہنا چاہیے۔“

گوشۂ ظرافت

ایک کمزور آدمی......دو چھوٹے بچوں کی انگلیاں......پکڑے یتیم خانے......میں داخل ہوا......شدید گرمی کا موسم تھا......تینوں شاید......بہت دور......سے پیدل چل کر......آئے تھے، پسینے سے شرابور...... تھے اور سانس بھی...... پھولے ہوئے تھے......کمزور آدمی کے...... چہرے پر پریشانی......کے آثار تھے......آنکھوں میں......ویرانی تھی۔

دفتر میں یتیم خانے کا منیجر......بیٹھا تھا پہلے تو......اس آدمی نے......منیجر کو سلام کیا......، پھر بولا جناب! کچھ عرصہ ہوا......میرے ایک دوست......اور ان کی بیوی......حادثے میں انتقال کر گئے تھے......، اس شہر میں میرے سوا......ان کا کوئی واقف......نہیں تھا......اس لیے مجبور ہو کر ان......دونوں بچوں کو لے آیا ہوں......میرے اپنے بھی بچے...... ہیں اور میں ایک غریب آدمی ہوں......اوپر سے یہ (دو) اور آ گئے......میرے بچے اکثر ان دونوں سے......لڑ پڑتے ہیں...... اس طرح اور......الجھن پیدا ہوتی ہے......اس لیے میں نے...... فیصلہ کیا ہے......کہ ان...... دونوں کو یتیم خانے......میں داخل کروا دوں......، اس لیے یہاں لایا ہوں......، یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اور منیجر کی......طرف دیکھنے لگا۔

منیجر نے ......دونوں بچوں پر نظر ڈالی......عمر کے لحاظ سے...... وہ چھوٹے بڑے نہیں لگتے تھے......ان کے چہرے پر گھبراہٹ ......اور بے چینی صاف ٹپک رہی تھی......، بچے تو بہت معصوم لگتے ہیں...... یہ بڑے ہو کر......وطن کی خدمت کریں گے......میں انہیں داخل کر لیتا ہوں...... یہاں ان کا ہر طرح سے......خیال رکھا جائے گا...... ان کے نام کیا ہیں؟ یہ کہہ کر......اس نے رجسٹر کھولا......ایک کا نام......”عدنان“......اور ایک کا نام......”حمزہ“...... ہے منیجر نے ......ان کے نام رجسٹر...... میں درج کر لیے......، پھر اس کمزور آدمی...... سے دستخط

کرنے ...... کے لیے کہا......اس نے قلم اٹھایا......تو ہاتھ...... بری طرح کانپنے لگا......دستخط کرنے کی کوشش کی......لیکن ہاتھ کی کپکپی نہ رکی۔

جج......جی......کرتا ہوں، اس نے کہا......ہمت کر کے آخر......کسی نہ کسی طرح...... دستخط کر دیے......، اب منیجر ان دونوں بچوں......کو بازوں سے پکڑا......اور بولا......آؤ بچو! تمہیں اندر......بچوں کے پاس......چھوڑ آتا ہوں،......ساتھ ہی وہ......اس آدمی سے بولا......ٹھیک ہے...... آپ جاسکتے ہیں......، آپ کا کام ختم ہوگیا......، ان دونوں کو میں...... نے داخل کرلیا...... ہے، آپ دس......پندرہ دن بعد یہاں......کا چکر لگا لیا......کریں، بچوں سے...... آپ کی ملاقات......کرادی جائے گی۔

جی......جی......شش......شکر یہ۔ یہ کہتے ہوئے وہ اٹھا...... اور جانے کے لیے مڑا......گردن گھما کر...... اس نے بچوں کو دیکھا،......بچے بھی اس کی طرف...... دیکھ رہے تھے،......دونوں ایک ساتھ بولے......ابا!......ابا!......ہمیں یہاں چھوڑ کر......نہ جائیں، نہیں......نہیں......میں نہیں چھوڑ سکتا، یہ......یہ میرے بچے ہیں میرے اپنے۔

کیا!......منیجر حیران ہوکر بولا!......وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے......لگا دونوں بچے...... اپنے ہاتھ چھڑا کر......اس کی طرف دوڑے اور اس سے لپٹ گئے۔ ابا......ابا؛ ہم ایک وقت روٹی کھالیں گے۔ ابا......آپ سے کچھ نہیں مانگیں گے......ان کی سسکیاں......یتیم خانے کی......فضا میں گونجنے لگیں......ان کی آہ پکار......صرف یتیم خانے کی پرانی عمارت......ہی میں سمٹ کر...... رہ گئی تھی ان کی آہ و بکا میں......اتنی سکت نہیں تھی......کہ جا کر......امیر شہر کے......بلند بالا محل میں فریادی بن سکے!!

☆ بڑا بننا آسان ہے، بڑوں جیسے کام کرنے مشکل۔

☆ بڑے لوگ، چھوٹے کام کرنے سے چھوٹے نہیں ہوجاتے بُرے کام کرنے سے چھوٹے ہوتے ہیں۔

☆ بڑوں کو ہمیشہ چھوٹے بڑا بناتے ہیں۔

☆ چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کی ایک بڑی ضرورت ہیں۔

☆ ہر بڑے آدمی سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا موجود ہے یوں ہر شخص بیک وقت بڑا بھی ہوتا ہے اور چھوٹا بھی۔

☆ چھوٹے لوگوں کو بڑے لوگوں کی عادتیں پڑ جائیں تو بہت تنگ کرتی ہیں۔

☆ بڑے سے بڑا آدمی بھی اس قبر میں سما جاتا ہے جس میں چھوٹے سے چھوٹا آدمی دفن ہوتا ہے۔

☆ بڑوں کی بڑائی انہیں نیچے نہیں دیکھنے دیتی اس لیے اکثر ٹھوکر کھا بیٹھتے ہیں۔

☆ اپنے قد سے بڑا نظر آنے والے کو غور سے دیکھیں اس کے نیچے ضرور کوئی نہ کوئی Spport ہوگی۔

☆ بڑے آدمی کی آمد پر چھوٹے لوگوں کے گھر تنگ نظر آتے ہیں اور چھوٹے آدمی کی آمد پر بڑے لوگوں کے دل۔

☆ بڑے لوگوں کے دل عام طور پر اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان میں چھوٹے لوگ بھی نہیں سما سکتے۔

☆ بڑے لوگوں کے آنے پر چھوٹے لوگ اس لیے بچھ جاتے ہیں کہ ان کے گھروں میں

قالین نہیں ہوتے۔

☆ بڑا آدمی گرے تو اسے زیادہ تکلیف اس لیے ہوتی ہے کہ وہ چھوٹے آدمی کی نسبت زیدہ بلندی سے گرتا ہے۔

☆ کوئی آدمی اس وقت تک بڑا نہیں کہلا سکتا جب تک وہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

☆ بڑے لوگ چھوٹی غلطیاں نہیں کرتے۔

☆ بڑے لوگوں کی سخاوتیں بھی چھوٹے لوگوں کی جیبیں کاٹ کر ہوتی ہیں۔

☆ بڑے لوگ اس وقت تک بڑے نہیں کہلا سکتے جب تک چھوٹے لوگ انہیں بڑا تسلیم نہ کر لیں۔

☆ قبرستان ایسے لوگوں سے بھرے پڑے ہیں جن کا خیال تھا کہ دنیا کا ان کے بغیر کیسے گذارا ہوگا؟

☆ عہدے لوگوں کو بڑا نہیں بناتے، ہاں ان کے چھوٹے پن کو ضرور ظاہر کر دیتے ہیں۔

☆ درخت کے نیچے پلنے والے کا قد کبھی درخت سے اونچا نہیں ہوسکتا۔

علم

علم......ایسی لاٹھی ہے جو کسی بے سہار کے لیے سہارے کا کام دیتی ہے۔

علم......ایسا خزانہ ہے جس کی چمک کبھی مانند نہیں پڑتی۔

علم......ایسا راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنی منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔

علم......ایسی خوشبو ہے جو انسان کے ذہن کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے۔

علم......ایسی روح ہے جو کسی انسان کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

علم......کی محبت استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

علم......ایسا خزانہ ہے جو کبھی بھی کم نہیں ہوتا۔

بنت محمد نذیر، جامعہ حقانیہ بنات لاہور

بھکاری: اللہ کے نام پر کچھ دے دو بابا۔

کنجوس راہگیر: سائیکل پر بیٹھ جاؤ، جھولے دے دوں گا۔

☆☆☆ (اسامہ عابد، لاہور)

پہلا شخص: آپ کا نام کیا ہے؟

دوسرا شخص: میری یادداشت کمزور ہے... نام ڈائری میں لکھا ہوا ہے۔

پہلا شخص: اور ڈائری کہاں ہے۔

دوسرا شخص: یہ بات بھی ڈائری میں لکھی ہے۔

☆☆☆ (علی سہیل، لاہور)

استاد: بجلی کہاں سے آتی ہے؟

شاگرد: میرے ماموں کے گھر سے۔

استاد: (حیران ہوکر) کیا مطلب... وہ کیسے؟

شاگرد: جب بجلی جاتی ہے تو میرے ابو کہتے ہیں، سالوں نے پھر بند کر دی۔

☆☆☆ (وقاص، کمالیہ)

بیٹا: ابو جب آپ امتحان میں فیل ہوئے تھے تو آپ کے ابو نے کیا کیا تھا؟

باپ: انھوں نے مجھے خوب مارا تھا۔

بیٹا: اور جب وہ فیل ہوئے تھے؟

باپ: تو ان کے ابو نے انھیں خوب مارا تھا۔

بیٹا: اور جب وہ امتحان میں فیل ہوئے تھے تو؟

باپ: (چونک کر) بات کیا ہے؟ تم چاہتے کیا ہو؟

بیٹا: میں چاہتا ہوں... آپ اس خاندانی دشمنی کے سلسلے کو ختم کر دیں۔

☆☆☆ (ماریہ شکیل، تربت)

ماں: بیٹا کیا بات ہے، تم نے انگلی پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے۔

بیٹا: ماں ہتھوڑی لگ گئی تھی۔

ماں: لیکن تم روئے کیوں نہیں۔

بیٹا: میں سمجھا آپ باہر گئی ہوئی ہیں۔

☆☆☆ (الماس حیدر، الہ آباد)

ایک قاتل کو بجلی کی کرسی کے ذریعے سزائے موت دی جانے والی تھی۔ جب اسے کرسی پر بٹھایا جا چکا تو جلاد نے پوچھا۔

''تمہاری کوئی آخری خواہش ہے تو بتا دو۔''

اس پر مجرم نے کہا۔

''بس آپ میرا ہاتھ پکڑ لیں، تاکہ مجھے حوصلہ رہے۔''

☆☆☆ (محمد ارسلان، وہاڑی)

خاتون: یہ ساڑھی کتنے کی ہے۔

دکاندار: ایک ہزار روپے کی۔

خاتون نے ایک سرد آہ بھری اور دوسری پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا، اور یہ کتنے کی؟

دکاندار نے فوراً کہا: ''دو ٹھنڈی سانسیں۔''

☆☆☆ (صائمہ اشرف، گوجرانوالہ)

استاد: بھینس کی کتنی ٹانگیں ہوتی ہیں۔

شاگرد: سر! یہ تو کوئی بے وقوف بھی بتا دے گا۔

استاد: اسی لیے تو تم سے پوچھ رہا ہوں۔

☆☆☆ (فاطمہ کمال، حیدر آباد)

اپنے ہی شب و روز میں مصروف رہا کر
ہم لوگ برے لوگ ہیں ہم سے نہ ملا کر!
(نعیم خان لاہور)

اب یہ نہ کہہ کہ مقدر کی بات ہے
میری بربادیوں میں تیرا بھی ہاتھ ہے
(فضاء نوانی، کروڑ)

اب میری طرز انتخاب سے پریشان کیوں ہو
میں نہ کہتا تھا کہ یارو مجھے چپ رہنے دو
(عرفانہ، جھنگ)

سارا انصاف قیامت پہ بھی نہیں موقوف
سزاؤں کا اک نام زندگی بھی ہے
(راحیلہ نعمان، فیصل)

دے رہے جو تمہیں اپنی رفاقتوں کا فریب
ان کی تاریخ پڑھو گے تو دھل جاؤ گے
(ماریہ بنت غلام رسول فیصل)

اس شہر خرابی میں غم عشق کے مارے زندہ ہیں
یہی بات بڑی ہے پیارے
(ثمیں ہ ماجد، لاہور)

ان سے ضرور ملنا سلیقے کے لوگ ہیں
وہ قتل بھی کریں گے بڑے احترام سے
(ارشیہ ماجد، خانقاہ ڈوگراں)

میں لہلہاتی شاخ کو سمجھا تھا زندگی
پتا کیا گرا کہ درس فنا دے گیا مجھے
(حافظ اسعد، پنڈی گھیپ)

اب تو ہمیں بھی ترک مراسم کا دکھ نہیں
پر دل یہ چاہتا ہے کہ آغاز تو کرے
(عدینہ، شاکر، ملتان)

ان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی رہتی ہے
بات کرتے ہیں جو اوروں کو ہنسانے کے لیے
(شگفتہ اعجاز، ملتان)

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزہ پایا
دوا درد کی پائی درد لا دوا پایا !!!
(نبیلہ، لاہور)

کچھ نہ کچھ تو رکھ ذرا پچھلے مراسم کا خیال
اپنے کوچے میں مجھے بے آبرو ایسے نہ کر
(محمد خالد، حافظ آباد)

۱۲۔اس پیکر بے مثل کا اعجاز تو دیکھو
لب چپ ہیں مگر سارا بدن بول رہا ہے
(ثوبیہ،قصور)

ایک چھوٹا سا لڑکا تھا میں جن دنوں
ایک میلے میں پہنچا ہمکتا ہوا
جی مچلتا تھا ایک ایک شے پر مگر
جیب خالی تھی کچھ مول لے نہ سکا
لوٹ آیا لیے دل میں حسرتیں سینکڑوں
ایک چھوٹا سا لڑکا تھا میں جن دنوں

تیز رکھنا نوک ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد
ام ایمن

ویران ہے میکدہ خم وساغر اداس ہیں
تم کیا گئے روٹھ گئے دن بہار کے
مہ جبین،ملتان

دنیا نباہتی ہے میری بیکسی کے ساتھ
ملتے ہیں اب بھی دوست مگر دشمنی کیساتھ
کس لطف سے وہ ملتے ہیں اس بے رخی کیساتھ
اک اجنبی ہو جیسے کسی اجنبی کیساتھ
محمد رضوان،شیخوپورہ

میرے ہاتھ کی انگلیاں آج بھی اس سوچ میں گم
اس نے کس طرح نئے ہاتھ کو تھاما ہوگا
(میمونہ رشید،سرگودھا)

خیر محرومیوں کے وہ دن تو گئے
آج میلا لگا ہے اسی شان سے
آج چاہوں تو اک دکان مول لوں
آج چاہوں تو سارا جہاں مول لوں
نارسائی کا اب جی میں دھڑکا کہاں؟
پر وہ چھوٹا سا الہڑ سا لڑکا کہاں
ام محمد،لیہ

مناؤ جشن بہاراں اس احتیاط کے ساتھ
چراغ بزم کی لو سے کسی کا گھر نہ جلے
شبانہ کوثر،فیصل آباد

بنایا ہے اک نشیمن تو خفا ہے باغباں ہم سے
اگر ہر شاخ پر اک آشیاں ہوتا تو کیا ہوتا
زینب ابرار،سوات

نہ پوچھو داستاں زیست کیسے مختصر کی ہے
دل مضطر نے مرنے کی تمنا عمر بھر کی ہے
کسی سے کیا کہیں قلب وجگر میں زخم کتنے ہیں
ہمیں ہی کچھ خبر ہے،جو بھی حالت اپنے گھر کی ہے
محمد طلحہ، چھانگا مانگا

محترم مدیر صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے میں آپ کو اور آپ کی مکمل ٹیم کو ماہنامہ بنات اہلسنت کے اجراء پر مبارک باد پیش کرتی ہوں اور اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ ماہنامہ اور ادارہ کو دن دگنی رات چگنی ترقی نصیب فرمائے اور دوسرا میں یہ درخواست کرتی ہوں مائنڈ نہ فرمانا آپکی کمپوزنگ کی غلطیاں بہت زیادہ ہوتی ہیں مضمون کمپوز کرنے کے بعد نظر ثانی کر لیا کریں اگر نظر ثانی کرتے ہیں تو نظر ثالث کی زحمت فرمائیں تاکہ ماہنامہ کا معیار بھی بڑھے اور لکھنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔

ام حسان مدنی،لاہور

جواب: بہت مہربانی!اس کی اصلاح میں ادارہ کی پوری ٹیم بہت سنجیدگی سے کام لے رہی ہے ادارہ آپ کی اس بجا تنقید کا تعریف سے زیادہ خیر مقدم کرتا ہے۔آپ بھی کوئی کہانی وغیرہ لکھ کر بھیجیں

محترم مدیر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ بنات اہل السنۃ خواتین کے طبقہ کے لیے مفید رسالہ ہے اور امید ہے بہتر سے بہترین کی طرف جائے گا۔اس رسالے میں ویسے تو تمام کہانیاں ہی اچھی ہیں لیکن اگر اخلاقیات کے ساتھ دور حاضر میں زندگی گزارنے کے راہنما اصول بھی بتلائے جائیں تو یقیناً اس کی افادیت بڑھ جائے گی۔فتنوں کے اس دور میں عقائد کی درستگی یقیناً بہت اہم مسئلہ ہے معاشرے کے اہم مسائل کی طرف بھی توجہ کی جائے تاکہ خواتین اسلام مغرب کی اندھی تقلید کرنے کے بجائے شعور وآگہی کے سیدھے راستے پر گامزن ہو سکیں۔

حمیرا نور،لاہور

جواب: رسالے کو پسند کرنے اور تجاویز سے نوازنے کا شکریہ۔بحمد للہ تعالی رسالہ

میں اخلاقیات کیساتھ ساتھ دیگر موضوعات پر تحریریں بھی شامل کی جارہی ہیں۔

محترم مدیر صاحب !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا ماہنامہ بنات اہلسنت خواتین کی اصلاح کے اعتبار سے ایک بہترین کاوش ہے یہ ہماری اور آنے والی نسلوں کے لیے راہ نجات کی صورت اختیار کر چکا ہے ۔ہم اور ہمارے مدرسے کی طالبات اس کی مستقل قاریات ہیں آج کے پرفتن دور میں آپ کا ماہنامہ ہدایت کا روشن مینارہ ہے اللہ تعالی اس کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ بنت محمد خلیل

مدرسہ ریحان المدارس للبنات سرگودھا

جواب: بہت نوازش !اگر آپ جیسی بہنوں کی دعائیں شامل حال رہیں تو ان شاء اللہ آپ کا یہ رسالہ ترقی کے زینے چڑھتا چڑھتا بہت آگے نکل جائے گا

جناب مدیر اعلی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے آپ کو اور آپ کے تمام ادارہ والوں کو بنات اہلسنت کی اشاعت پر مبارک باد!اس کی تمام کہانیاں ہمیں بہت پیاری لگیں اگر اس رسالہ میں نسخے یعنی بیوٹی ٹپس یا دلچسپ حیرت انگیز معلومات اور سسپنس پیدا کرنے والی کہانیاں زیادہ ہوں تو یہ رسالہ جلد ترقیاں طے کرلے گا یہ ہمارا پہلا خط ہے......شائع کریں ورنہ...... یہ ہمارا آخری خط ہوگا۔

آپ میری بہن جو کہ 52 سال کی عمر میں 9 جنوری کو اس دنیا فانی سے رخصت ہوگئی آپ اس کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب فرماتے رہیں۔

بنت محمد رفیق۔نسیم سحر

جواب: یہ رسالہ بہت کمزور ہے اتنا کمزور کہ آپ کی دھمکی سے ڈر کر اس نے اپنی دس سطریں آپ قربان کردیں لہذا آئندہ اس کو ایسے مت کہنا کہ ''شائع کریں ورنہ...... یہ ہمارا آخری خط ہوگا'' ورنہ یہ رسالہ ناراض ہوجائے گا۔

مسافران آخرت

9 مارچ: مولانا محمد فاروق مرالی کے والد محترم اور شیخ العلماء مولانا محمد اسماعیل ارشد استاذ الحدیث دارالعلوم کبیر والا کے بہنوئی مہر حاجی رشید احمد مرالی رحمۃ اللہ علیہ دل کے عارضے کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون آخر عمر تک نماز،تلاوت اور ذکر اذکار کے پابند رہے۔ادارہ مولانا محمد فاروق صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مرحوم کے تمام متعلقین اور اہل خانہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے

9 مارچ: حضرت مولانا فیروز خان ثاقب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون اساری زندگی اتباع سنت میں گزرای۔اللہ تعالی آپ کی قبر کو جنت کا باغ بنائے ادارہ حضرت کے تمام متعلقین اور معتقدین سے دلی تعزیت کرتا ہے

10 مارچ: اہل السنّت والجماعت پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا عبدالغفور ندیم کے فرزند محمد معاویہ ندیم رحمۃ اللہ علیہ کو کراچی میں شہید کردیا گیا حملے کے بعد مولانا عبدالغفور ندیم صاحب بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگئے اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ تدفین کے بعد ہزاروں لوگوں نے آپ کی قبر سے خوشبو سونگھی ۔اللہ تعالی وطن عزیز کی حفاظت فرمائے اور ایسے تمام شر پسند عناصر کو نشان عبرت بنائے جو ملک کا امن تباہ کررہے ہیں۔

11 مارچ: مولانا سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید اپنے جواں سالہ بیٹے ،داماد اور ڈرائیور سمیت جام شہادت نوش کرگئے ۔آپ گلزار ہجری کی مسجد سے درس قرآن دے کر واپس آرہے تھے کہ نامعلوم افراد کی گولیوں کا نشانہ بن گئے اور موقع پر ہی دم توڑ گئے ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اکابر کی زندگی کی آئینہ دار تھی ،تمام عمر ختم نبوت کے لیے وقف کررکھی تھی ۔زندہ رہے تو جرنیل ختم نبوت اور شہادت کا جام لبوں سے لگایا تو شہید ختم نبوت۔ اللہ ان سب کے درجات بلند فرمائے

9 جنوری: ہمشیرہ بنت محمد رفیق آخرت کو چل بسیں آپ نے 52 سال کی عمر پائی اور ہمیشہ خوش اخلاقی تواضع اور مروت کا درس دیتی رہیں آپ کی عملی زندگی کے بہت سے پہلو آج بھی مشعل راہ ہیں۔ادارہ بنات اہلسنت مرحومہ کے تمام اہل خانہ سے دلی تعزیت کرتا ہے اور تمام مسافران آخرت کے لیے اپنے قارئین اور قاریات سے التماس کرتا ہے کہ اپنی دعاؤں میں جانے والوں کو ضرور یاد رکھیں۔